ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

7 رمضان المبارک 1435ھ — جولائی 2014ء

- تحفظِ ختم نبوت کی پرنور فضائیں
- آپریشن وزیرستان
- ماہِ صیام، عید الفطر اور صدقۂ فطر کے احکام ومسائل
- ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات وتلبیسات
- آزاد کشمیر میں دس قادیانی خاندانوں اور ملتان میں دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

ماہِ منور

انسانوں کے دل جس سے بہل جائیں وہ سامان
تُو چاہے سراپا جو بدل جائے تو آسان

یہ نور بھرے دن ہیں یہ راتیں یہ جہان
یہ ماہِ منور جسے کہتے ہیں رمضان

قرآن کے ہر حرف پہ ملتے ہیں خزانے
رمضان کی فضیلت پہ بڑی اور یہ ہے برہان

ہیں لازم و ملزوم یہ رمضان یہ فرقان
اعمال کے بدلے پہ یہ اللہ کی برہان

ساون کا مہینہ ہو کہ ہو پوس کا موسم
برکت ہے یہ رحمت ہے بڑی شان بڑی آن

اللہ کی رحمت تو بہت عام ہوئی ہے
کھول آنکھ یہ پہچان کہ اس میں ہے تیری جان

اللہ کا احسان جو ہر لحظہ ہے ہر آن
یہ لمحہ ، گھڑی ، پل بھی تو سرمایہ ہے نادان

یہ مال ، یہ اعمال ، یہ اقوال زر سرخ
رکھ اِن پہ نگہ اپنی کہ یہ آنکھ ہے نگران

یہ روزہ ، نماز اور تراویح ، تہجّد
مری مان مری مان ، نہاں ان میں ہے ایمان

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

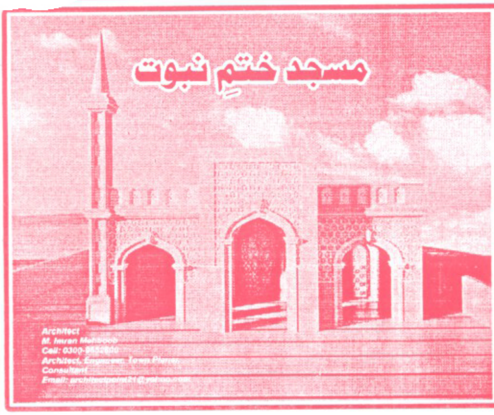

مجلس احرارِ اسلام

چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام

چوتھے مرکز احرار

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختمِ نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، بنیادوں کا کام مکمّل ہو چکا ہے کُل لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے ہے نقد یا تعمیراتی سامان دونوں شکلوں میں جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے!

نوٹ پختہ تعمیر سے پہلے عارضی کمرہ بنا کر 27 / جون 2014ء سے نماز جمعۃ المبارک پانچ وقت نماز اور ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306-3	نیشنل بنک آف پاکستان
برانچ کوڈ نمبر: 0760	جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ ٹائٹل: دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی	

ترسیل زر و رابطہ: عبد اللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دار العلوم ختمِ نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
040-5482253
0300-6939453

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 7 رمضان 1435ھ ـــ جولائی 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر ـــــ
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ـــــ
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول ـــــ
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر ـــــ
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین ـــــ
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر ـــــ
محمد نوید شاد 0300-7345095

تشکیل

دل کی بات:	تحفظ ختم نبوت کی پرنور فضائیں	مدیر	2
شذرات:	آپریشن وزیرستان	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	ہمارا میڈیا اور رمضان المبارک:		
دین و دانش:	سورۂ فتح، صلح حدیبیہ اور خونِ مسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	6
//	پہلی فتح	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	7
//	اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا	مولانا محمد عزیز الرحمٰن خورشید	15
//	روزوں کے اہم ترین مسائل	ماخوذ	17
//	نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	21
//	عیدالفطر ..... صدقۃ الفطر	مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	23
ادبیات:	حمد باری تعالیٰ	محمد سلمان قریشی	26
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب / یوسف طاہر قریشی	27
//	فکر آخرت	حافظ محمد زبیر خلجی	28
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	29
مطالعۂ قادیانیت:	ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم	حافظ عبید اللہ	30
//	اور قادیانی تحریفات وتلبیسات (قسط:۳)		
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۳۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	38
خصوصی رپورٹ:	چناب نگر میں قادیانی ڈاکٹر مہدی علی کا قتل	منصور اصغر راجہ	46
//	اور قادیانی جماعت		
ظلمت سے نور تک	آزاد کشمیر میں دس قادیانی خاندانوں کا قبولِ اسلام	ڈاکٹر ابرار احمد مغل	48
	ملتان میں عبدالرحمٰن سندھو اور محمد بلال کا	ادارہ	50
	قادیانیت سے تائب ہو کر قبول اسلام		
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی / مولوی اخلاق احمد	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ـــــ 200/- روپے
بیرون ملک ـــــ 4000/- روپے
فی شمارہ ـــــ 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

مدیر

تحفظِ ختم نبوت کی پُرنور فضائیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا۔ نبوت ورسالت کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور تکمیل دین کا یہ ارتقائی عمل سید الاوّلین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاجِ ختمِ نبوت پہنا کر اور تختِ ختم نبوت پر بٹھا کر مکمل ہوا۔

رب رحیم وکریم کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنے آخری نبی ورسول سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا۔ جن کی ذات اقدس پر دین مکمل ہوا، نبوت ختم ہوئی، آخری کتاب قرآنِ مجید نازل ہوا اور آپ ہی کی نبوت وشریعت کو طلوعِ صبح قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت، نجات اور مغفرت کا ذریعہ قرار دیا۔ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کی اساس، ایمان کی روح اور وحدتِ امت کی ضمانت ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت کی طرح منصبِ ختمِ نبوت کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ اس کی بے پناہ مہربانیوں میں سے ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو تحفظِ ختمِ نبوت کی خدمت کے لیے قبول کیا اور اس کی توفیق وسعادت بھی نصیب فرمائی۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) تک جتنے بھی ملعون آئے مسلمانوں نے نہ صرف ان کی جھوٹی نبوت کا انکار کیا بلکہ شدید مزاحمت و استقامت کے ساتھ ان کا راستہ روکا اور امت مسلمہ کو ان فتنوں کی ہمہ جہت گمراہی سے بھی خبردار کیا۔

ہندوستان کے قصبہ قادیان کے ایک ساکنِ بدباطن اور دریدہ دہن مرزا قادیانی (۱۸۳۶ء، ۱۹۰۸ء) نے انگریزوں کے ایماء پر ۱۸۸۳ء سے مختلف دعوے کرنے شروع کیے اور آخر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، امت مسلمہ کے اجماعی عقائد کی نفی کی، فریضۂ جہاد کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سعیٔ مذموم کی۔ مرزا قادیانی انگریزوں کا پشتینی وفادار تھا۔ اس کے آباء واجداد نے ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں مسلمانوں کے مقابلہ میں انگریزوں کی مدد کی اور غداریوں کے عوض مال ومنصب حاصل کیا۔ مرزا قادیانی انہی غداروں کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک غدار تھا۔ اس نے اپنی کتاب ''تبلیغ رسالت'' (جلد۷، صفحہ۱۹) میں خود کو ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' لکھا ہے۔

انگریز حکمران، مرزا قادیانی، اس کے خاندان اور پیروکاروں کی مکمل حوصلہ افزائی اور پشت پناہی کر رہے تھے۔ اسی گروہ خبیث کے ذریعے وہ اسلام اور مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ آور تھے۔ علماءِ حق نے ضرورت محسوس کی کہ اب فتنۂ قادیانیت کا عوامی سطح پر محاسبہ کیا جائے۔ چنانچہ محدثِ کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ نے اپنے ہونہار شاگردوں کو محاذِ ختمِ نبوت پر منظّم اور سرگرم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فوجِ ختمِ نبوت کی سالاری کے لیے ان کی نگاہِ بصیرت اپنے ایک تربیت یافتہ بہادر اور فرماں بردار عقیدت مند سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر پڑی۔ انہوں نے ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نیک بھی ہیں اور بہادر بھی، قادیانیت کے خلاف ان کی ایک تقریر ہماری کئی تصانیف پر بھاری ہے۔ قادیانیت اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اس کی سرکوبی کے لئے میں عطاء اللہ شاہ صاحب کو ''امیرِ شریعت'' منتخب کر کے ان کی بیعت کرتا ہوں۔''

بس پھر کیا تھا......؟ پانچ سو علماء نے حضرت انور شاہ کے حکم پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دستِ حق پرست پر تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے سعی وجدوجہد کی بیعت کی اور انہیں اپنا امیر شریعت منتخب کیا۔

یوں تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۰ء سے فتنۂ قادیانیت کے تعاقب، محاسبہ، تردید و مذمت اور استیصال کے عمل خیر میں انفرادی طور پر مصروف تھے لیکن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی و توجہ سے مجلس احرار اسلام کے اسٹیج سے اجتماعی جدوجہد کو منظم کیا۔ مجلس احرار اسلام سے پہلے قادیانیت کا محاسبہ انفرادی سطح پر مناظروں اور تحریروں تک محدود تھا لیکن احرار کی جدوجہد سے مسلمان عوام قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ ہوئے۔ قادیانی دھوکہ دہی اور دجل و تلبیس کا پردہ چاک ہوا۔ تقریر و تحریر کے ذریعے ارتداد کی تبلیغ کا راستہ بند ہوا۔

آج قادیانیت دم توڑ رہی ہے۔ مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ سے خود قادیانی گروہ کے افراد پر مرزا کے جھوٹے مذہب اور دعووں کی قلعی کھل رہی ہے، حقیقت منکشف ہو رہی ہے۔ گزشتہ دس برسوں سے جس تیزی کے ساتھ قادیانی افراد ظلمتِ قادیانیت پر لعنت بھیج کر نورِ اسلام کی فضاؤں میں داخل ہو رہے ہیں، اس سے قادیانی گروگھنٹال مرزا مسرور اور اس کے گمراہ پیروکاروں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔ بقول حضرت ممتاز ملتانیؒ

ڈر سے سوتے ہی نہیں رات کو مرزا صاحب
آنکھ لگتی ہے تو احرار نظر آتے ہیں

چناب نگر میں مسجد احرار کے خطیب اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے بتایا کہ ''مجلس احرار اسلام کی محنت سے ۱۹۹۳ء سے اب تک چناب نگر میں قادیانی کسی مسلمان کو گمراہ نہیں کر سکے''۔ مجلس احرار اسلام کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت تیز تر اور سرگرم ہے۔ مختلف شہروں میں سہ روزہ ختم نبوت کورسز ہو رہے ہیں، ماہ شعبان میں ملتان میں دو مقامات پر بیک وقت سہ روزہ کورسز ہوئے جن میں دو سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ایوانِ احرار لاہور میں ہر ماہ ہفتہ، اتوار، دو روزہ ختم نبوت کورس جاری ہے۔ تلہ گنگ میں چالیس روزہ فہم دین اور ختم نبوت کورس باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں ختم نبوت خط کتابت کورس میں چالیس ہزار خواتین و حضرات شریک ہو کر استفادہ کر رہے ہیں۔ ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' گزشتہ پچیس سال سے ردِ قادیانیت کے محاذ پر داد شجاعت دے رہا ہے۔ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام باقاعدہ منعقد ہو رہے ہیں۔ مارچ اپریل میں شہدائے ختم نبوت کانفرنسیں ملک بھر میں منعقد ہوتی ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی درج ذیل ویب سائٹس www.ahrar.org.pk/www.alakhir.com/ انٹرنیٹ کے محاذ پر قادیانیت کا زبردست علمی و سیاسی محاسبہ کر رہی ہیں۔ www.ahmadiyyawatch.com رمضان المبارک کے خطبات جمعہ میں ختم نبوت کا عنوان سرفہرست ہوگا۔ ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر شائع ہو کر تقسیم ہو رہا ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے عظیم رفقاء کی روحیں جنت الفردوس میں مسرور ہیں کہ ان کے اخلاف نے تحفظ ختم نبوت کے مشن کو پوری قوت و جرأت اور عزم و ہمت کے ساتھ جاری رکھا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خواجہ خان محمد، جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کی ارواح مطمئن ہیں کہ احرار، تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے سچے راستے پر گامزن ہیں، شہدائے ختم نبوت کی ارواح مقدسہ رضا کارانِ ختم نبوت کی طرف متوجہ ہیں کہ تحفظ ختم نبوت کی پرنور فضائیں دائم اور قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے مشن پر قائم رکھے اور ہماری مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

آپریشن وزیرستان

بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ کہنے والے بہت پہلے سے کہہ رہے تھے کہ مذاکرات کے نام پر ایک نوٹنکی رچائی جارہی ہے جس کا آخری منظر بہر حال سفاک خونی آپریشن ہی ہے۔ چنانچہ پردہ اُٹھ چکا ہے اور لازمی وفطری نتائج اب نوشتۂ دیوار ہیں۔ ہم پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ فوجی کارروائی اور آپریشن مسئلے کا حل نہیں ہے۔ سوات کا تلخ تجربہ سب کے سامنے ہے۔ کہ پانچ برس گزر جانے کے بعد بھی شہری انتظامیہ حالات کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہے اور ابھی تک فوج حالتِ جنگ میں وہاں موجود ہے۔

شمالی وزیرستان کی ریاستی مہم جوئی کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے خاندانوں، عزت مآب ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور معصوم بچوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ آخری اطلاعات کے مطابق وزیرستان سے صرف اندرون ملک ہجرت کرنے پر مجبور ہونے والوں کی مصدقہ تعداد ۴ لاکھ ۳۵ ہزار ۲۲۹ ہو چکی ہے۔ عفیف باپردہ خواتین آپریشن کے نتیجے میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ گھر سے باہر آئی ہیں بلکہ نکال دی گئی ہیں۔ عوام الناس جرمِ ضعیفی کی پاداش میں دربدر ہیں اور حکومتی دعوے حقائق کے یکسر برعکس۔ اگر یہ آپریشن دہشت گردوں کے خلاف ہے تو کون اس کی حمایت نہیں کرتا؟۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر قائم ہے کہ حکومت کی یہ کارروائی غیور وجسور قبائل کی سرزمین میں پہلا آپریشن نہیں، کیا یہ آخری آپریشن ہوسکتا ہے؟ آپریشن زدہ علاقوں سے ہجرت کرنے والے پہلے دہشت گردوں کا نشانہ تھے اب ریاست کے نشانے پر ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں آپریشن کے نتیجے میں بے گھر ہونے والوں کے احساسات کہیں ردعمل اور انتقام میں نہ بدل جائیں اور پھر دشمن ان انتقامی جذبات کو ایکسپلائٹ بھی کرسکتا ہے۔ ہم متحارب فریقوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے رویوں اور فیصلوں پر نظرثانی فرمائیں کہیں ان کے نتائج ملک وملت کے احوال کی ہولناکیوں میں اضافہ نہ کردیں۔

حکومت ''دہشت گردی'' کو جڑ سے اکھاڑ پھینک کر امن کا راج قائم کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے۔ طالبان اور خطے میں موجود دیگر گروپس پاکستان اور افغانستان سے امریکی استعماریت ونظامِ کفر کا خاتمہ کر کے خلافت کا قیام کرنے کے عزائم کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر بہت کچھ محلِ نظر ہے۔ خطے میں کیے جانے والے آٹھ آپریشنز کے نتائج وثمرات نے ہی موجودہ صورتِ حال کی سنگینی کو جنم دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی مشینری اور اُس کے پوشیدہ ادارے اصل صورتِ حال سے بخوبی آگاہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ فوج کے کنٹرول کے بعد سول انتظامیہ اس قابل ہوسکے گی کہ علاقے کا انتظام سنبھال سکے؟ یا پھر بھارت کے زیرِ انتظام کشمیر کی طرح وطنِ عزیز کے ان علاقوں کو بھی عسکری انتظامیہ کے ماتحت رکھا جائے گا؟ خوشنما الفاظ کے ذریعے اپنے آپ کو دھوکا دینا یا پھر عالمی استعمار کے پنجوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بننا ہمارے لیے کیسے سودمند رہے گا؟ ان سوالات کا سامنا کرنے کے لیے ریاستی تھنک ٹینکس کو تیار رہنا چاہیے۔

سانحۂ ماڈل ٹاؤن لاہور اور پھر مسٹر طاہر القادری کی امارات ایئر لائنز کے سُرّ من رأیٰ سے برآمدگی ملت اسلامیہ پاکستان کے ساتھ دو انتہائی سنگین مذاق ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ سپریم کورٹ نے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کو معطل کرتے ہوئے پرویز مشرف کو بیرون ملک جانے سے روک دیا ہے۔ ہم فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے سرِ دست صرف اتنا کہنے پر اکتفا کریں گے کہ:

اب کوئی اس میں کیا دلیل کرے
جس کو چاہے خدا ذلیل کرے

ہمارا میڈیا اور رمضان المبارک:

''میڈیا اور اداکاری'' کے عنوان سے چند گزارشات ہم نے گزشتہ شمارے میں کی تھیں۔ احوال جوں کے توں ہیں، کوئی اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور اس میں رمضان نشریات کے نام سے جس بے ہودگی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، الامان والحفیظ۔ ہم پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے درخواست کرنا چاہیں گے کہ وہ بدی کے فروغ کا سبب نہ بنیں کہ یہ فساد کی جڑ ہے، اس نے نسل نو کے ایمان وعقیدے کو بھی برباد کر کے رکھ دیا ہے اور روزانہ بے شمار گھروں اور خاندانوں کی بربادی کا سبب بھی بن رہا ہے۔ اس پر مزید کچھ لکھنے کی بجائے ہم تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے صفحہ آخر پر 21 رجون 2014ء کو چھپنے والے اشتہار کو اپنی تائید کے ساتھ شائع کر رہے ہیں، اس اُمید پر کہ:

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

خدارا! رمضان ٹرانسمیشن میں سنجیدگی اور متانت کا مظاہرہ کریں!
الیکٹرانک میڈیا کے نام ایک دردمندانہ اپیل

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے جس میں رب کائنات کی لامحدود رحمتیں بارش کی مانند برستی ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بعض ٹیلی ویژن چینل اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے رمضان ٹرانسمیشن کے عنوان کے تحت پروگراموں کو دلکش بنانے کی خاطر اس ماہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ ہوتا تو یہ چاہیے کے ایسے پروگراموں میں جید علماء کرام اور مستند سکالرز کو بلایا جائے اور ان سے روزے کے مسائل کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک اور قرآن حکیم کے فضائل پر گفتگو کی جائے جس سے ناظرین کو اس ماہ کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ ہو اور وہ ان سے بھرپور طور پر استفادہ کر کے دین ودنیا کی سعادتیں حاصل کرسکیں۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اس ماہِ مقدس میں بعض ٹی وی چینلز پر دینی پروگرام کے عنوان سے سٹیڈیم نما سٹوڈیوز میں عورتوں اور مردوں کی مخلوط محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ انتہائی غیر سنجیدہ انداز میں انعامات اچھال کر محفل کو دانستہ طور پر مزاحیہ رنگ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مرد وزن کے قہقہوں کی بارش ہوتی ہے والہانہ انداز سے تالیاں پیٹی جاتی ہیں۔

آیئے غور کریں کے ہم ثواب کمانے کی بجائے دینی شعائر کا تمسخر اڑا کر کہیں عذاب خداوندی کو دعوت تو نہیں دے رہے؟

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

سورۃ فتح، صلح حدیبیہ اور خونِ مسلم

صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے اہل کفر کی طرف سے اہل اسلام پر جیسا دباؤ ڈالا گیا اور صاحبِ وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اہل کفر کی بعض کڑی شرائط کو تسلیم کیا۔ اکثر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو جن میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نمایاں تھے اس معاہدۂ امن کو اہلِ اسلام کے لیے قابل قبول ہونا سمجھ نہیں آرہا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قائل کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عمر! وہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی مرضی سے کریں گے جو کچھ کریں گے۔'' معاہدہ ہوگیا۔ اہلِ کفر کی شرائط تسلیم کر لی گئیں۔ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے'' محمد ابن عبداللہ لکھا گیا۔ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اپنے آقا کی پیروی میں قربانیاں کر رہے تھے اور عمرہ وزیارت کے بغیر حلق کروا رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں ایسے لگتا تھا جیسے ہم اپنے آپ کو ذبح کر رہے ہیں مگر عمل نبوی کے مقابلے میں مَن مرضی کی جرأت کسے تھی؟ جب کہ اُن کی من مرضی دنیا کے لیے نہیں زیارت بیت اللہ کے لیے ہی تھی۔ سورۃ فتح کی آیات نازل ہوگئیں...... ''ہم نے تمھیں فتح عطا فرما دی۔''

اب اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم حیرت زدہ بھی تھے اور خوش بھی...... یہ کیسی فتح ہے؟ مگر چند ہی دنوں بعد حجازِ مقدس کے دور دراز علاقے خیبر وغیرہ فتح ہوگئے۔ اعدائے اسلام یہود ونصاریٰ کے مراکز فتح ہوگئے پھر حرم بیت اللہ مکۃ مکرمہ ہمیشہ کے لیے نجس مشرکین سے پاک کر دیا گیا۔ والحمدللہ...... ان آیات میں ہی وضاحت کر دی گئی کہ چودہ سو دیوانوں پروانوں رضی اللہ عنہم کو جانیں نچھاور کرنے سے اس لیے روکا گیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں گنتی کے چند افراد بچے بوڑھے بے بس، بے کس ایمان لا چکے تھے۔ فرمایا اے نبی آپ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ اللہ ان کو جانتا تھا، تمھارے جذبہ قربانی اور فداکاری کے اعتراف کے باوجود تمھارے ہاتھوں اُن چند کلمہ گو مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ جنھوں نے ابھی اعلانِ اسلام نہیں کیا تھا...... ان چند مسکین مسلمانوں کا تحفظ ضروری تھا۔ اور فتح اور امن وامان تو اللہ جل جلالہٗ کے قبضہ قدرت میں ہے...... ایک اور موقع پر ایک کلمہ گو شخص کو ایک نوجوان محبوب صحابی اسامہ نے قتل کر دیا تو لسانِ نبوّت سے بار بار کلمات تاسّف نکل رہے تھے۔ اُسامہ! کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ صرف جان بچانے کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھ رہا ہے۔ دل سے مسلمان نہیں ہے؟

اے پاکستان کے حکمرانو! ہزاروں کی تعداد میں سوات سے وزیرستان تک قتل عام کیے جانے والے کیا بچے، بوڑھے، عورتیں دہشت گرد ہیں۔ کیا سورۃ فتح کی آیات انھیں امن نہیں دے رہیں؟ پشتون، ازبک، تاجک، عرب مجاہدین اور اُنکی اولادیں کیا تمہارے کچھ نہیں لگتے۔ عربی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سب کو تمھارا بھائی قرار دیا تھا وہ دین جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا وہ تو سرحدی امتیاز کی بنیاد پر ایسی قتل وغارت کو روا نہیں رکھتا۔ اگر ۱۹۴۷ء میں برطانوی سامراج کے ایماء ومنشا پر قائم کیے جانے والے اس ملک کا پاسپورٹ نہ رکھنے کا ''جرم'' اتنا بڑا ہے جو اخوت اسلامی کے رشتوں سے فائق ہے، اور تمہارا بنایا ہوا شناختی کارڈ نہ رکھنے کی پاداش میں یہ لوگ تمھارے کچھ نہیں لگتے تو پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عرب ہیں، وہ بھی تمھارے کچھ نہیں لگتے۔ تم اپنے لیے کوئی پاکستانی پنجابی نبی تلاش کرو یا امریکہ اور برطانیہ سے کوئی نیا جھوٹا نبی درآمد کرلو۔ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے تو کہا تھا کہ

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا　　مسلم ہیں ہم وطن ہیں سارا جہاں ہمارا

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

پہلی فتح

بارگاہِ نبوّت میں عرض کیا گیا

کافروں کا لشکر مدینہ پہنچنے کو ہے۔ بڑی تیاریاں ہیں ان کا اپنا مال واسباب ہی کیا کم ہے کہ یہودیوں اور بت پرستوں کی مدد بھی انھیں حاصل ہے۔

ارشاد ہوا...... مال واسباب کی کثرت پر نہ جاؤ!

سب کے دل سے صدائیں اُٹھیں...... بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے یہ سرفروش بے زر اور بے گھر سہی، دولتِ ایمان سے سرفراز ہیں۔

اللہ کا حکم ہے......وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ. (سورت شوریٰ، آیت: ۳۸)

(اُمّت کی فلاح کے لیے) آپس میں مشورہ کرو۔

ایک ایک سے رائے پوچھی گئی۔ مل بیٹھنے کا مقصد یہی تھا۔ اونچ نیچ پر خوب غور کیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا اس کا مطلب تھا......تن من دھن سب حاضر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جذبات کا حاصل تھا......خدا کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ (سورت بقرہ، آیت: ۱۹)

سعد بن عُبادہ بولے......واللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔[۱] آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو ہم برکِ الغماد[۲] تک گھوڑے دوڑاتے چلے جائیں۔

مِقداد نے عرض کیا......ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف لڑیں گے۔[۳]

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو خوش ہو کر اُٹھے۔ (بخاری، زادالمعاد، سیرت ابنِ ہشام)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ابھی ابھی قبلہ بدلا ہے۔ پہلا رمضان ہے اور ہجرت کا دوسرا برس کہ وہ دن آیا، جسے قرآن مجید میں یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ جھوٹ اور سچ میں فرق کرنے والا دن، فیصلے کا دن! [۴]

مسلمان ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے ہیں پھر بھی دشمن کی نظر میں ہیں۔ مشرکین ٹولیاں بنا کر نکلتے ہیں۔ کبھی دن میں کبھی رات میں! کبھی راہ چلتے مسلمانوں کو لوٹتے ہیں۔ کبھی سرِ شام چھاپہ مارتے ہیں۔ اس پر بھی دل نہیں بھرتا تو جو

غریب مکّے میں رہ گئے ہیں ان پر ظلم توڑتے ہیں ان کا جگر کھودتے ہیں سوچتے ہیں......ہم لات و منات [۵] کے بچاری! رتبے میں اونچے، تعداد میں بڑے، اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیدائی! نہ مال کے نہ منال کے۔ صورت کے فقیر تعداد میں حقیر۔ کیوں نہ کوئی ایسی صورت ہو کہ ایک ہی مار میں ان کا خاتمہ ہو جائے۔

مدینے کے منافقوں کو پیغام بھیجے گئے......دیکھنا کوئی دن میں ہم ان حق پرستوں کی کیا گت بناتے ہیں۔ ذرا ابو سفیان شام سے لوٹ کر تو آ جائے۔ پھر ہم اپنی پسند کا محاذ کھولیں گے اور جب جی چاہے گا مدینے پر چڑھ دوڑیں گے۔

کبھی کہلواتے......مسلمانوں کو فوراً مدینہ سے باہر نکالو ورنہ ان کے ساتھ تمھارا بھی بیڑہ غرق سمجھو۔ [۶]

ارشادِ ربّانی ہے......(وہ) اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہوئے نکلے۔ [۷]

یہ سب کچھ صرف اس لیے ہے کہ حق پرستوں نے اپنے لیے ایک گوشۂ عافیت چن لیا ہے۔ چاہتے ہیں کہ اس جگہ آزادی کے ساتھ خدا کا نام لیں اور اپنی پسند کی زندگی گزاریں لیکن مکے کے ظالموں سے یہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ سر جوڑ کر بیٹھتے۔ سازشوں کے جال بنتے۔ تلووں سے لگی کبھی سر میں جا بجھتی کبھی دل میں بھڑک اٹھتی۔ آخر وہ دن آیا کہ ابوجہل مکے سے نکل کھڑا ہوا۔ ایک ہزار کا لشکر ساتھ ہے۔ امرائے قریش سرخ اونٹوں پر سوار ہیں، چھے سو زرہ پوش ہیں۔ سو سواروں کا دستہ آگے آگے ہے۔ [۸] ساز و یراق سے آراستہ، کیل کانٹے سے لیس! سامان کا کال نہیں، خیمہ و خرگاہ کی کمی نہیں۔ سات سو اونٹ ساتھ ہیں روپے پیسے کی ریل پیل ہے۔

بارہویں رمضان کو مدینے کی گلیوں سے اپنا قافلہ نکلا۔ [۹] کوئی اس مٹھی بھر لشکر کو دیکھتا! اس میں اللہ کے وہ نیک بندے تھے جن کے بارے میں کہا گیا......وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ. [۱۰]

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں۔

اللہ کے سپاہیوں کی کیا بے سروسامانی ہے! کسی کے پاس زرہ ہے تو کسی کے پاس خود نہیں۔ کسی کے پاس کام کا ہتھیار ہے تو کسی کے پاس ڈھال نہیں۔ کل دو گھوڑے، [۱۱] ستر اونٹ ہیں۔ جملہ تین سو تیرہ جانباز! [۱۲] ان میں معاذ اور مُعَوِّذ جیسے نوعمر بھی شامل ہیں اور عمیر بن وقاص جیسا کمسن بھی شریک ہے جس کی تلوار پر تلے میں باندھی جاتی ہے تو زمین پر آ کر ٹک جاتی ہے۔

مالک بن اُہَیب کے تین بیٹے تھے۔ سعد، عامر اور عمیر۔ تینوں اسلام کے فدائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور ہمّت کے دھنی تھے۔

مسلمان بدر کی طرف چلے ہیں تو مجاہدوں میں ایک کمسن لڑکا بھی تھا جو ادھر اُدھر چھپتا پھر رہا تھا۔ بڑے بھائی سعد نے دیکھا عمیر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں بچائے پھر رہے ہیں تو پاس پہنچے بولے......کیا بات ہے عمیر؟

حضرت عمیر نے جواب دیا...... بھائی میں اس لڑائی میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہوں لیکن ڈر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں مجھے روک نہ دیں۔ میدانِ جنگ میں پہنچنے تک اسی طرح چھپتا پھروں گا۔

کس عمر میں اور کیا جذبہ تھا۔حضرت سعد کے دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں۔بھائی سے کہا...... یہ تو مناسب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر لڑائی میں شامل ہو جاؤ۔بہتر ہے کہ ابھی جاؤ اور اجازت مانگو،شاید اجازت مل جائے۔

لشکرِ اسلام ابھی نقبِ بنی دینار ہی میں تھا کہ حضرت عمیر خدمتِ نبوی میں پیش ہوئے۔رئیسِ خاندان کا بیٹا...... روپے پیسے کی ریل پیل میں پلا بڑھا...... بھائیوں میں چھوٹا......خاندان کا لاڈلا،کوئی اور ہوتا تو ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا جاتا کہ یہ دن سر پر کفن باندھ کر میدان میں جانے کے نہیں،لیکن بھائی،سگا بھائی دل بڑھا رہا ہے...... جاؤ آگے بڑھو،اجازت مانگو، یہی موقع ہے اگر خدا نے سرفراز کر دیا تو شہادت کی سعادت نصیب ہوگی۔

اللہ اللہ کیا انسان ہیں اور کیا ایمان ہے! موت کی ذرّہ برابر پروا نہیں......زندگی کے ہر عیش و آرام کو ٹھکرائے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔تمنّا ہے تو ایک ہی ہے کہ اسلام کا نام زندہ رہے۔اپنی ہستی چاہے مٹ جائے۔

مدینے سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر فوجوں کا معائنہ ہوا۔حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مجاہدوں کی صف سے چھانٹ کر الگ کر دیے گئے۔ان سے کہا گیا......میدانِ جنگ میں بچوں کا کیا کام!

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنی محرومی پر رو پڑے۔[۱۳] دوڑتے ہوئے بھائی کے پاس پہنچے...... بولے میں نہ کہتا تھا مجھے روک دیا جائے گا۔اب چلئے اور میری سفارش کیجیے۔ خدمتِ نبوی میں دونوں بھائی حاضر ہوئے۔حضرت سعدؓ بھی سخت بے چین ہیں اور عمیر کی آنکھوں سے تو آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......عمیر ابھی کمسن ہے!

عرض کیا گیا...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔عمر کم سہی لیکن ہمّت جوان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا عمیر زار و قطار روئے چلے جا رہے ہیں۔پاس بلایا تو عرض کیا......خدا کے سچے رسول اللہ! مجھے جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت ہو!

یہ تڑپ! یہ جذبہ! یہ ایمان! جس نے عمیر کو دیکھا عزم وہمّت کی چٹان بن گیا۔سولہ برس کی بھی عمر نہ تھی مگر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مل گئی۔[۱۴]

وادیٔ بدر میں ایک کنوئیں[۱۵] کے قریب اللہ والوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔یہیں گھاس پھوس اور کھجور کے پتوں سے ایک چھپر تیار کیا گیا ہے۔یہ دنیا کے سب سے جلیل القدر سپہ سالار کا کنٹرول روم ہے۔[۱۶] یہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری رات آنکھوں میں کٹی ہے......کبھی دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگتے ہیں...... بارِ الٰہا! تیرا آسرا تیرا ہی سہارا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پاس ہیں چادر کندھے سے گر جاتی ہے تو درست کر دیتے ہیں۔رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سربسجدہ ہیں تو کبھی گڑگڑا رہے ہیں کہ......خداوندا! یہ تیرے چند بندے اگر مٹ گئے تو پھر تیرے نام لیوا باقی

نہ رہیں گے۔ تیرا وعدہ ہے کہ میری مدد فرمائے گا۔ مولا! آج اس وعدے کو پورا فرما۔[۱۷]

اسی عالم میں صبح ہوئی اور اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کا پیام آیا......

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ.[۱۸]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں بدر کے مقام پر مدد دی جب کہ تم کمزور تھے۔

مدینے سے کوئی ستر اسّی میل دور شام کے راستے میں ایک بیضوی میدان ہے ٹیلوں ٹبوں سے گھرا ہوا...... یہی میدانِ بدر ہے۔

ابنِ مسعود کا کہنا ہے کہ سترھویں رمضان کو پو پھوٹی تو سورج کے ساتھ لشکر بھی طلوع ہوئے۔[۱۹] عُتبہ نے گھوم پھر کر اپنے لشکر کو دیکھا۔ تیرانداز، زرہ پوش، نیزہ باز، شہسوار سب تیار تھے۔ شیبہ، ولید، ابوجہل، اُمیّہ، عباس، عقیل، نوفل، عمر بن عدوَدّ۔ ایک سے ایک بڑا رئیس، ایک سے ایک بہادر! آج سبھی میدانِ جنگ میں موجود تھے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی فوج کو ملاحظہ فرمایا۔[۲۰] سوچا ایک اور تین کا مقابلہ ہے بلکہ بات کچھ اس سے بھی بڑھ کر ہے! خود بنفسِ نفیس، صف بندی فرمائی۔ پھر ارشاد کیا...... دشمن آگے بڑھے تو اُسے قریب آنے دو۔ اتنا کہ وہ تمھارے تیروں کی زد میں آجائے!

محفوظ دستے سے فرمایا...... بلا اجازت لڑائی میں حصہ نہ لینا!

اتنے میں مشرکین کی فوج نے لات وہُبل [۲۱] کے جیکارے بھرے۔ شگون لیے اور پھر اگلی صف سے عُتبہ نکلا۔ سردارِ لشکر! رئیسِ مکّہ! سینے پر شترمرغ کے پَر لگے تھے۔ دولت و امارت کی نشانی! پیچھے پیچھے شیبہ اور ولید چلے آئے۔ ایک بھائی ایک بیٹا! اسلامی لشکر کے آگے کھڑے رہ کر انھوں نے مسلمانوں کو کچھ یوں للکارا...... جسے موت کی آرزو ہو آگے بڑھے!

عوف، مُعاذ اور ابن رواحہ آگے نکلے۔[۲۲] عُتبہ نے کہا...... تم ہم سے لڑو گے! نہیں! جاؤ محمد کے گھرانے والوں کو بھیجو!

یہ بھی عجیب لڑائی تھی، بڑی عجیب لڑائی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ سب آپس میں بھائی بند تھے۔ خون کے رشتے میں پروئے ہوئے لیکن بھائی بھائی کے مدّمقابل تھا اور بیٹا باپ کے در پے! آج گرہ خون کے رشتے کی نہیں اللہ کے نام کی تھی!

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ.[۲۳]

ترجمہ: آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں۔ گو وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اب حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ نکلے اور لشکرِ اسلام سے یاحیُّ یا قیوم کا نعرہ بلند ہوا۔ حق اور باطل ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے، ایک دوسرے سے لپٹ پڑے۔ یہ داؤ وہ پینترا، یہ گھات وہ ضرب! طوفانِ نوحؑ کا ریلا تھا۔ پہاڑوں کی ٹکر تھی۔ تلواروں کی لو نہیں بجلیاں سے کوندرہی تھیں کہ حضرت حمزہؓ کے آگے عتبہ جیسا سورما اور حضرت علیؓ کے آگے ولید جیسا بہادر پڑے دم توڑ رہے تھے۔ عبیدہؓ زخموں سے چور تھے کہ ساتھیوں نے بڑھ کر سنبھالا اور شیبہ ڈھیر ہوکر گر پڑا۔

یہ دیکھ کر عبید بن عامر اٹھلاتا ہوا نکلا اور مسلمانوں کو للکارا۔ وہ چار آئینہ سج کر نکلا تھا۔ آدمی کیا فولاد کا دیو معلوم ہوتا تھا۔ بس صرف دو آنکھیں کھلی تھیں جو فولادی ٹوپی سے جھانک رہی تھیں صف سے نکلا تو مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا۔ حضرت زبیرؓ نے دیکھا دشمن اپنی زرہ پوشی پر نازاں ہے تو نیزہ لے کر آگے بڑھے اور اس کی آنکھ کو نشانہ بنایا۔ وار اس غضب کا تھا کہ نیزے کا پھل دیدے میں پُچھ کر مغز چاٹتا گدّی میں گڑ کر رہ گیا اور جب وہ چکرا کر گرا تو نیزہ ایسا چبھا ہوا تھا کہ اس کی لاش پر پیر رکھ کر حضرت زبیرؓ نے پوری قوت سے جھٹکا دیا تب بھی بڑی مشکل سے باہر نکلا۔ نکلا تو اس حال میں کہ پھل آگے سے مُڑ گیا تھا۔[۲۴]

مشرکین نے دیکھا ان کے نامی گرامی سردار مارے گئے تو مسلمان پر ہلّہ بول دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں زمین پر سے اٹھائیں۔ ان پر کچھ دم کیا اور مشرکین کی طرف پھینک کر فرمایا......شَاهَتِ الْوُجُوْهُ. اَللّٰهُمَّ ارعُبْ قُلُوْبَهُمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ.

ترجمہ:　اُن کے چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے۔ اُن کے دلوں پر خوف طاری ہوا اور قدم اکھڑ گئے۔

اب عام جنگ شروع ہوگئی۔[۲۵] حمزہؓ، علیؓ، زبیرؓ، ابودجانہؓ، مقدادؓ، ابنِ عوفؓ سعدؓ ان پر پل پڑے۔ شیر کچھار سے نکلے تھے۔ کس کی ہمت تھی کہ ان کے آگے آتا۔ جو آگے آیا مارا گیا۔ عمرو بن عَبدِ وَدّ جیسا جری جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ چکرا کر گرا اور زخمی ہوکر بھاگا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے[۲۶]...... میں تیر چلا رہا تھا کہ دیکھا دو لڑکے میرے پاس آکر کھڑے ہوئے میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے قریب ہوکر کہا......ذرا یہ تو بتا دیجیے کہ ابوجہل کون سا ہے؟

میں نے کہا......کیوں؟

جواب ملا......ہم نے آج خدا سے عہد کیا ہے کہ جہاں اسے دیکھ پائیں گے قتل کردیں گے یا خود لڑ کر مر جائیں گے۔

میں نے اشارے سے بتایا......وہ دیکھو!

انھوں نے دیکھا...... دور دُبلا پتلا۔ روکھے پیکھے چہرے کا ایک آدمی کڑک آواز اور سخت لہجے میں چیختا چلاّتا اپنے لشکر کے آگے پیچھے گھوڑا دوڑاتا پھر رہا تھا۔

دونوں نے اسے دیکھ لیا تو شیر کی طرح جھپٹے اور باز کی طرح اپنے شکار پر جا گرے۔ پلک جھپکتے میں ایک نے

تلوار تولی اور ہاتھ چلا دیا۔ابوجہل اپنے گھوڑے سے گرااور زمین پر پڑاایڑیاں رگڑنے لگا۔[۲۷]

عِکرمہ نے دیکھا کہ باپ خون میں لت پت دم توڑ رہا ہے۔تو بھاگتا ہوا آیا اور حملہ آور پیچھے سے وار کر دیا۔ حضرت مُعاذ کا بایاں ہاتھ کٹ گیا مگر اس کا تسمہ لگا رہا۔[۲۸] معاذ پلٹے۔عکرمہ پر جھپٹے وہ کنّی کاٹ جان بچا کر بھاگا۔ ہاتھ [۲۹] سے خون کے فوّارے چھوٹ رہے تھے لیکن واہ رے بہادر چہرے پرشکن تک نہ تھی وار پر وار کیے جا رہے تھے۔ دیکھا لٹکتا ہوا ہاتھ لڑنے میں آڑے آتا ہے تو اپنے پیر تلے داب کر اِس زور سے جھٹکا مارا کہ تسمہ ٹوٹ گیا پھر درّاتے دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ اللہ! یہ حالت اور یہ جرأت! جس نے دیکھا اس پر ہیبت وجلال سے سکتہ جاری ہو گیا...... یہ تھے وہ سرفروش جنھوں نے اپنے خون سے ملّت کی تاریخ میں فتح کا پہلا عنوان لکھا۔[۳۰]

ایمان وعشق وآگہی کا ابتدائی باب!

کارزارِ وجود میں بدر وحنین کے معرکہ ہائے عشق تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ابراہیمی ایمان زندہ ہو تو آج بھی......آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا۔

حواشی

[۱] صحیح مسلم۔باب جہاد وسیر۔سیرت نگاروں نے یہ جملہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے۔فتوح العرب۔سیرت ابن ہشام،طبری، سیرت ابن کثیر، زاد المعاد اور اسد الغابہ میں بھی یہی ہے۔ابن حجر نے فتح الباری (جلد: ۷،ص: ۳۲۴) اور زرقانی نے شرحِ مواہب (جلد: ۱،ص: ۴۱۴) میں طبرانی کی روایت سے بحث کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دونوں کی زبان سے یہ جملہ نکلا۔ایک خیال بالخصوص طبرانی کا خیال ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کہا تھا۔ابنِ حجر نے ابنِ علی کی روایت بھی دی ہے جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ذہبی نے سیر اعلام النبلا کی (جلد ۱،ص: ۱۹۸) میں سعد بن عبادہؓ ہی کا نام لکھا ہے۔عیون الاثر میں سعد بن عبادہ کا نام ہے۔موسیٰ بن غفیر ابن عبادہ کو اصحابِ بدر میں شامل نہیں کرتے لیکن ابنِ اسحٰق،طبری، مدائنی اور بہت سے مؤرخین انھیں بدری سمجھتے ہیں کیونکہ عین موقع پر کتا نہ کاٹا تو وہ مصافِ جنگ میں اتر جاتے۔)[۲] یمن یا حبشہ کے دور دراز گاؤں کا نام۔[۳] بخاری باب مغازی (ابن مسعود) عینی شرح بخاری۔[۴] یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ. (فیصلے کے دن جس دن دونوں جماعتیں (مومن اور مشرک) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔سورت انفال، آیت: ۴۱)[۵] لات معنی ہیں دیوی۔طائف میں اس کا بت کدہ تھا۔بنوثقیف اسے مانتے تھے، لات کے استھان کی ایسی ہی عزت کی جاتی تھی جیسے خانۂ کعبہ کی۔مشرکینِ مکّہ بھی یہاں یاترا کو آتے تھے۔ یہ ایک چوکور پتھر تھا، بالکل ناتراشیدہ، کوئی مورت یا شکل بھی نہیں تھی، مندر کے اخراجات کے لیے زمین وقف تھی۔حرم بھی مقرر تھے، مندر کے اطراف شکار کھیلنا، درخت کاٹنا اور کشت وخون کرنا سختی سے منع تھا۔لات کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکّے میں ایک پتھر پر زائرینِ بیت اللہ کے لیے ستو تیار کیا جاتا تھا اسے لات کہتے تھے۔بنوثقیف میں ایک آدمی بھی اس نام کا تھا۔وہ مرا تو کسی نے یہ بات اڑا دی کہ وہ مرا نہیں اپنے ہم نام پتھر میں گھس گیا ہے بس پھر کیا تھا اس پتھر کی پوجا ہونے لگی۔عزیٰ تین درختوں کا نام تھا، لات،عزیٰ اور مناۃ بت پرستوں کی نظر میں خدا کی

بیٹیاں تھیں۔عزیٰ کے معنی ہیں زہرا۔خوب روشن ستارہ۔وادیٔ نخلہ میں اس کا مندر تھا۔قریش اور کنانہ اس کے بجاری تھے۔کلبی کا بیان ہے کہ قریش سب سے زیادہ عزیٰ ہی کو پوجتے تھے اس کی نذر کے لیے آدمی بھی کاکاٹے جاتے تھے۔[۶] سننِ ابی داؤد۔[۷] سورت انفال، آیت: ۴۷۔[۸] تنبیہ واشراف۔[۹] ابنِ سعد ہفتہ، واقدی اتوار، ابنِ ہشام پیر کا دن، ۸ر رمضان لکھتے ہیں، مسعودی ۳ر رمضان، قسطلانی ہفتہ ۱۲ر رمضان۔[۱۰] سورت توبہ آیت: ۱۰۰، اشارہ اصحابِ بدر کی طرف بھی سمجھا جاتا ہے۔[۱۱] تاریخ الکامل (غزوۂ بدر) یومِ بدر میں ایک ہی گھوڑا تھا (حضرت علی طبری، جنگِ بدر اور طبقات ابنِ سعد حصہ سوم صحابۂ کرام۔مقداد) قسطلانی نے لکھا ہے کل تین گھوڑے تھے۔[۱۲] تعداد میں اختلاف ہے کہ میدانِ جنگ میں کتنے مجاہد اترے ۳۰۵، ۳۱۳، ۳۱۴ یا ۳۳۵۔ایک روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ۳۱۳ صحابۂ کرام جمع ہوئے تھے، ان میں سے چھے کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف کاموں پر روانہ کر دیا تھا۔دو کو مدینے میں ٹھہرایا تھا۔اس طرح ۳۰۵ میدانِ جنگ میں اُترے۔دوسری روایت ہے کہ مجاہدین ۳۱۴ تھے (مہاجرین ۸۳۔اوس ۶۱۔خزرج ۹۱۔دیگر انصار ۷۹۔جملہ ۳۱۴) اپنی تصنیف اصحابِ بدر میں قاضی سلیمان نے ۳۳۵ کی تفصیل دی (مہاجرین ۸۷۔انصار ۲۴۸) مہاجرین کی تعداد ۷۴ بھی بتائی گئی ہے۔طبری نے (واقعات ۲ھ) میں اور ابن اثیر نے الکامل میں لکھا ہے کہ ۷۷ مہاجرین نے لڑائی میں حصہ لیا البتہ غنیمت میں حصہ ۸۳ کو ملا۔[۱۳] فتوح العرب (واقدی) [۱۴] طبقات ابن سعد (حصہ سوم) [۱۵] وادیٔ صفراء (ص ف راء) اور جار کے درمیان وادی کے نشیب میں کنویں کا نام ہے۔یہ کنواں بدر بن یخلُد (ی خ ل د) بن نضر بن کنانہ کے نام پر مشہور ہے۔بدر اور مدینہ میں سات منزلوں کا فاصلہ ہے۔بدر چار مقامات میں تقسیم ہے۔جن کے نام یہ ہیں: بدر الموعد، بدر القتال، بدر الاولی اور بدر الثانیہ۔جو تھوڑے تھوڑے فاصلے کے ساتھ واقع ہیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بدر قبیلۂ بنی ضمرہ کا ایک فرد تھا جو یہاں رہ پڑا تھا، کنواں اسی کے نام سے منسوب ہو گیا۔معجم البلدان، جلد: ۱، مطبوعہ بیروت ۱۹۵۵ء)۔[۱۶] عیون الاثر اور طبری (سعد بن معاذ)۔[۱۷] ابن عباس (بخاری) [۱۸] سورت آل عمران، آیت: ۱۲۳)۔[۱۹] م ۱۳ر مارچ ۶۲۴ء جمعہ تھا۔(مواہب، طبری)۔[۲۰] ابنِ عباس (مسلم) قسطلانی (مواہب لدنیہ)۔[۲۱] ہُبل انسانی شکل کا بت تھا، اسے عمرو بن لحی جس سے بنوخزاعہ کا سلسلہ چلا عراقِ عرب سے لے آیا تھا۔حیرہ کے مقام ہبت سے۔آرامی زبان میں ہُبل کے معنی روح یا بھاپ کے ہیں، اسے اس گڑھے پر نصب کیا گیا تھا جو بیت اللہ کی چہار دیواری میں حضرت ابراہیم نے کھودا تھا۔بعد میں اس میں چڑھاوے کی رقوم اور نذریں رکھی جاتی تھیں۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسے بیت اللہ کی چھت پر لگایا گیا تھا، یہ مشرکینِ قریش کا سب سے بڑا بت تھا، اس کے بازو تیر رکھے رہتے تھے جن سے کاہن قرعہ ڈالتے تھے۔ہُبل فتح وکامرانی کا دیوتا سمجھا جاتا تھا، قریش نے احد کی لڑائی میں اس سے منتیں مانی تھیں، اسی لیے ابوسفیان ہر جگہ میدانِ جنگ میں اُعل الہُبل کے نعرے لگاتا پھر رہا تھا۔فتحِ مکّہ کے موقع پر اور بتوں کے ساتھ اس بت کو بھی توڑ دیا گیا۔[۲۲] قسطلانی۔ابن ہشام نے معاذ کے بجائے مُعوِّذ لکھا ہے۔بعض روایتوں میں ہے مُعاذ، مُعوِذ اور عوف مقابلے کے لیے نکلے۔تینوں بھائی تھے اور تینوں انصاری تھے۔[۲۳] سورت مجادلہ، آیت: ۲۲۔حضرت ابوحذیفہ اور حضرت ابوعبیدہ کے والد اور حضرت ابوبکر کے صاحبزادے کافر تھے اور میدان میں مقابلے پر موجود تھے۔[۲۴] اللہ کے نبی نے یہ نیزہ بطور یادگار حضرت زبیر سے لے لیا۔حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تک یہ نیزہ خلفائے راشدین کے پاس رہا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد کی اس خصوصی یادگار کو مانگ لیا۔والد عوّام بیٹے کو بڑا نہ دیکھ سکے۔تربیت والدہ صَفِیّہ بنت عبدالمطلب نے کی اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سگی پھوپھی تھیں حاکم نے لکھا ہے سولہ برس کی عمر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔چچا نوفل بن خویلد نے جو باپ کے مرنے کے بعد ان کے سرپرست تھے سخت مظالم کیے کہ اسلام سے پھر

جائیں لیکن ایسا نہ ہوا حتیٰ کہ تنگ آ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حبشہ چلے گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نیزہ پھینکنے میں جو کمال حاصل تھا ہو سکتا ہے کہ اس میں حبشہ کی ہجرت سے انھیں فائدہ پہنچا ہو کیونکہ حبشی سانگ (چھوٹا نیزہ) پھینکنے میں طاق ہوتے تھے۔ یہ ان کا قومی ہتھیار تھا۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے لوٹے تو نجاشی نے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی میں تین نیزے نذر بھیجے تھے۔ ان میں سے ایک نیزہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا تھا۔ بدر کی لڑائی کے موقع پر حضرت زبیر زرد رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ کنز العمال (جلد:۶ ،ص:۴۱۶) میں ہے زبانِ رسالت سے بیان ہوا کہ آج فرشتے بھی اسی طرح آئے ہیں۔ ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف حضرت جبرئیل کا عمامہ زرد رنگ کا تھا دوسرے فرشتے سفید عمامے پہنے ہوئے تھے۔ محتاط اندازہ ہے کہ اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ۲۶۔۲۷ سال کے ہوں گے۔[۲۵] اس موقع پر مسلمانوں کا شعار اَحد اَحد تھا۔ (سیرت ابنِ ہشام)[۲۶] بخاری۔ (مغازی) [۲۷] جس مصافِ جنگ میں پے در پے رن پڑتے ہیں وہاں بھی کوئی مجھ سے الجھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں اونٹ کا دو سالہ پٹھا اور نکیلے دانتوں والا ہوں۔ میری ماں نے مجھے حرب وضرب ہی کے لیے جنا ہے۔ رجز کے یہ بول میدانِ بدر میں ابوجہل کی زبان پر تھے کہ اللہ نے اسے کیفرِ کردار کو پہنچایا۔[۲۸] فتح الباری (جلد ہفتم ،ص:۲۷۱) میں ہے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ رسولِ خدا سے بے حد محبت کرتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں ابنِ اسحٰق نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ ایک خیال یہ ہے کہ ۳۷ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جاں بحق تسلیم ہوئے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدر میں زخمی ہوئے اور کچھ دنوں بعد انتقال کر گئے۔ ابوجہل پر ان کے ساتھ ان کے بھائی مُعوّذ نے بھی حملہ کیا تھا، دونوں بھائی زراعت کرتے تھے۔[۲۹] عکرمہ کا ہاتھ بھی اس روز کٹ گیا تھا۔ (واقدی)۔[۳۰] ۱۴ مجاہدین شہید ہوئے۔ استیعاب شرح مواہب۔ چھ مہاجر تھے۔ آٹھ انصار یہ تعداد ۲۳ بھی بتائی جاتی ہے مگر ۱۷ سے زیادہ کے نام نہیں ملتے۔ (قاضی سلیمان اصحاب بدر) کا فر ستر قتل ہوئے اور ستر قید۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک میدانِ جنگ میں پہنچ کر دشمن کے مقابلے میں زیادہ بہتر جگہ پر فوجیں اتاریں، پانی کے چشمے اپنے قبضے میں لے لیے۔ یہاں اپنے لیے مجاہدِ اعظم نے ایک کنٹرول روم (عریش) بنوایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چیف آف اسٹاف قرار پائے۔ سارے احکامات کنٹرول روم سے جو ایک ٹیلے پر واقع تھا انھیں کے ذریعے مجاہدوں تک پہنچتے تھے۔ یہ پہلی تبدیلی تھی جو طریقۂ جنگ میں عمل میں آئی۔ دوسری تبدیلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ لشکرِ اسلام کا پرچمِ جنگ بنوایا۔ اُس وقت تک بڑے پرچموں کا رواج نہ تھا، ہر قبیلہ اپنی جھنڈی لے کر نکلتا تھا۔ مہاجرین اور انصار کے جُدا جُدا پرچم اس موقع پر بھی تھے مگر علَمِ جنگ سب میں نمایاں تھا۔ تیسری تبدیلی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ مسلمانوں کی صفیں ترتیب دیں۔ اس سے پہلے عرب کی لڑائیوں میں صف بندی کا کوئی تصور نہ تھا۔ رسد کا کوئی مرکزی انتظام نہیں ہو سکا۔ مسلمان اپنے ساتھ خود ہی ستو اور کچھ کھانے کی چیزیں لے آئے تھے۔ مسلمانوں کو ہوشیاری، صبر اور استقامت کی خصوصی تلقین کی گئی۔ ان کا شعار مقرر ہوا جو لفظ اَحد تھا۔ لڑائی چھڑنے کے بعد سے ختم ہونے تک مسلمانوں میں مکمل نظم برقرار رہا۔ بہتر قیادت منصوبہ بندی اور شجاعت ونصرت کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی۔ لڑائی میں تیر، تلوار، نیزے اور پتھر استعمال ہوئے۔ بندی میں جو مشرکین پکڑے گئے ان سے ایک ہزار سے چار ہزار فی کس تک رہائی کے لیے فدیہ لیا گیا جس سے مسلمانوں کو دو اور ڈھائی لاکھ درم کے درمیان آمدنی ہوئی۔ کچھ نادار قیدیوں نے فدیے میں مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔

(رزمِ حق وباطل ،صفحہ:۷۵)

❁ ❁ ❁

مولانا محمد عزیز الرحمٰن خورشید

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ (النور:۱۱)

جولوگ لائے ہیں یہ طوفان تمھیں میں ایک جماعت ہیں۔تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ بہتر ہے تمھارے حق میں۔(ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ آیت اوراس سے اگلی آیات صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی، آپ کی عظمت اورعزت ووقار کے تحفظ کے لیے اور اظہار کے لیے نازل ہوئی تھیں۔سیدہ کی پاک دامنی کے سلسلہ میں جب سورت نور کی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔جو ہر محراب ومسجد میں شب وروز تلاوت کی جاتی ہیں۔

آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بیٹی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی اور مسلمانوں کی معزز ترین ماں تھیں۔آپ کا شمار صفِ اوّل کی صحابیات میں ہوتا ہے، عمر کے لحاظ سے تمام ازواجِ مطہرات میں سب سے چھوٹی لیکن علم کے لحاظ سے سب سے بڑی تھیں۔

شاعر دربارِ نبوی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے:

عائشہ نہایت عقل منداور پاک دامن ہیں　　　　ہر عیب سے دوراور بڑی نیک بخت ہیں

ایک عام اندازے کے مطابق آپ کی مرویات کی تعداد دوہزار دوسودس ہے۔صدیقہ بنتِ صدیق کی برکت کی وجہ سے خالقِ کائنات نے اُمّت کے لیے تیمُّم کی سہولت پیدا فرمادی۔جب تیمُّم کا حکم نازل ہوا تو مسلمان خوشی سے جھوم اُٹھے اور امّاں عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعائیں دینے لگے۔ایک صحابی نے کتنی پیاری بات کہی فرمایا:

''اے ابوبکرؓ کی بیٹی! اسلام میں تیری یہ پہلی برکت نہیں ہے۔اس سے پہلے بھی تیرے طفیل برکتوں کا نزول ہو چکا ہے۔''

اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو چند لمحے پہلے اپنی بیٹی کو سخت سست کہہ رہے تھے۔فرمایا:

''مجھے خبر نہ تھی کہ تو اتنی بابرکت ہے کہ تیری وجہ سے خدا نے مسلمانوں کو یہ عظیم سہولت عطا فرمادی۔آپ نے ہمیشہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو ترجیح دی۔چنانچہ جب اُمّہات المؤمنین نے آپ کی خدمت میں اپنے کھانے اور کپڑے میں اضافہ کی درخواست کی تو حضور علیہ السلام نے انھیں اختیار دیا کہ جذبات کی رو میں بہہ کر فیصلہ نہ کرانا۔اچھی طرح سوچ لو، اپنے والدین سے مشورہ کرلو اگر تمھیں دنیاوی زندگی اوراس کی آرائش کی ہوس ہے تو میں تمھیں کچھ مال وزر دے کر رخصت کیے دیتا ہوں۔حضور علیہ السلام نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تم

اپنے ابا سے مشورہ کرلو تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں اماں اور ابا سے کیا مشورہ کروں میری تو ایک خواہش:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

آپ کو نہ صرف اہلِ ایمان قدر ومنزلت سے دیکھتے ہیں۔ خدا کے مقرب فرشتے بھی آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے ہیں۔ اس پر حدیث کے الفاظ شاہد ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ لَھَا اِنَّ جِبْرِیْلَ یَقْرأُ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَتْ قُلْتُ وَ عَلَیْہِ السَّلَام ورحمۃ اللّٰہ.

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور تمھیں سلام کہتے ہیں۔ سیدہ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

اسلام کا اوّلین معرکہ جس کو قرآن نے یوم الفرقان کے نام سے تعبیر کیا ہے یعنی غزوہ بدر اس موقع پر آپؓ کی اوڑھنی کو رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم بنا کر لہرایا۔ زندگی کے آخری لمحات میں نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے تکیہ لگا کر بیٹھے، آپ کا حجرہ روضۃ من ریاض الجنۃ میں بنا، آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اُٹھایا جائے۔

۱۷؍رمضان المبارک ۵۸ھ میں سڑسٹھ برس کی عمر میں یہ منبع علم وعرفان جن کے درِ دولت پر بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ دینی علوم کے لیے حاضری دیتے تھے اس دارِفانی سے کوچ فرما گئیں۔

شاعر نے کس خوبصورت انداز میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی منقبت بیان کی۔

تیری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی ۔۔۔ تجھے عظمت عطا کی عافیت بخشی فضیلت دی
خدائے لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا ۔۔۔ مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا ۔۔۔ فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا
شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگِ بدر میں پایا ۔۔۔ اسے پرچم بنا کر مخبر صادق نے لہرایا
تیرا حجرہ امین خاص ہے ذاتِ رسالت کا ۔۔۔ بساط ارض پر یہی ہے ٹکڑا باغِ جنت کا
اسی میں رحمۃ للعالمیں رہتے تھے رہتے ہیں ۔۔۔ تیرا حجرہ ہے جس کو گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں
اسی سے حشر کے دن سرورِ کونین اُٹھیں گے ۔۔۔ مگر تنہا نہیں اُٹھیں گے مع شیخین اٹھیں گے
شفاعت کی تیرے رحمت کدہ سے ابتدا ہو گی ۔۔۔ اسی پر اُمتوں کی مغفرت کی انتہا ہو گی

مأخوذ

روزوں کے اہم ترین مسائل

نیت کے مسائل:

زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہوگیا کہ آج میرا روزہ ہے اور پھر دن بھر نہ کچھ کھایا پیا اور نہ ہی صحبت کی تو روزہ ہوگیا۔ اگر زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے کہ میں کل روزہ رکھوں گا خواہ عربی میں کرے یا اردو میں۔

نیت وارادہ کے بغیر اگر دن بھر بھوکا، پیاسا رہا کہ کھانے پینے کا خیال ہی نہ آیا یا پھر خواہش ہی نہ ہوئی، تو روزہ نہ ہوگا۔ رمضان کے روزے کی نیت رات سے کر لینا بہتر ہے اور رات کو نہ کی تو دن کو زوال سے ایک گھنٹہ پہلے تک کر سکتا ہے بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

- رمضان میں فرض روزے کے علاوہ کوئی اور روزہ رکھا تو بھی اسی رمضان کا فرض روزہ ہی ادا ہوگا۔

سحری کے مسائل:

- سحری کھانا مستحب ہے اگر بھوک نہ ہو تب بھی تھوڑا بہت چکھ لینا چاہیے تاکہ سحری کا ثواب مل جائے۔
- سحری حتی الامکان آخری وقت میں کھانی چاہیے۔ سحری کھاتے ہوئے وقت ختم ہوجائے یا اذان شروع ہوجائے تو کھانا بند کر دینا چاہیے، اذان کے آخر تک کھاتے رہنا یا برتن صاف کرنا غلط ہے اس سے روزہ نہ ہوگا۔
- سحری نہ کھا سکنے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینا کم ہمتی کی بات ہے اس سے گناہ ہوتا ہے۔

افطار کے مسائل:

- کھجور یا میٹھی چیز سے روزہ افطار کرنا چاہیے، اگر دونوں نہ ہوں تو پانی سے افطار کیا جائے۔ نمک سے افطاری کو ثواب سمجھنا غلط ہے۔
- سحری کو محلے میں آخری اذان دینے والے کے ساتھ رکھنا اور افطاری میں جو بھی پہلے اذان دے، فوراً افطار کر لینا درست نہیں بلکہ سحری وافطاری کو اوقات کا پابند رکھنا چاہیے، گھڑیوں کو معیاری وقت کے مطابق رکھنا چاہیے اور ایک آدھ منٹ کی احتیاط برت لینی چاہیے تاکہ شبہ پیدا نہ ہو۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

- کان وناک میں دوا ڈالنا۔ • قصداً منہ بھر کرقے کرنا۔ • انزال ہوجانا۔
- کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ • رات سمجھ کر صبح کے بعد سحری کھانا۔
- کوئی ایسی چیز نگل لینا جو عام طور سے کھائی نہیں جاتی مثلاً لکڑی، کچا گیہوں وغیرہ۔
- دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر آفتاب غروب ہوگیا ہے روزہ افطار کرنا۔

ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا معیار:

اگر کوئی شے جسم کے کسی جوف میں قدرتی یا مصنوعی مخرق وراستہ (Opening) سے جان بوجھ کر یا غلطی سے داخل کی جائے مسام سے نہیں اور اس جوف میں ٹھہر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے الاّ یہ کہ کہیں ضرورت اور مجبوری کا تقاضا ہو کہ روزے کے ٹوٹنے کا حکم نہ لگایا جائے۔

متفرق مسائل:

- رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھاتا پیتا رہا اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے روزہ رکھ لینے کے بعد اس کو توڑ دے۔
- اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ میرا آج روزہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر ظاہر کر دے گا تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔
- جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر روزہ رکھائے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھائے۔

روزہ کی حالت میں حقہ سگریٹ پینے سے کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔ اسی طرح لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ اگر سرمہ لگایا یا خون نکلوایا یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا لیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

لیکن اگر ان چیزوں کے کرنے میں ڈر ہو کہ کہیں روزہ ٹوٹنے تک نوبت نہ پہنچ جائے تو ان کو کرنا روزہ کے لیے مکروہ ہوگا۔

اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے جماع کر لے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگرچہ پیٹ بھر کر کھائے۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی ہے تو روزہ یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر کوئی کمزور ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے، کھانے دے۔

حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں آپ ہی آپ چلا گیا یا گرد وغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے دانتوں سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے

کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا۔ البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور قضا واجب ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

اگر پان کھا کر خوب کلی، غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔ روزے میں تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

ناک کو اس زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ اسی طرح بلغم کو بھی نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک مرچ درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دے گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

روزہ دار نے دوا چکھی اور اس کا مزہ اپنے حلق میں پایا لیکن دوا حلق میں نہیں گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں (Angised) گولی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے۔

منہ میں دوا لگانا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر دوا پیٹ کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی۔ اگر نیم کا مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔ مسواک کا کوئی ریشہ اتفاق سے سانس کے ساتھ اندر چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔ کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ عضلاتی یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا محض روزہ کی مشقت کم کرنے کے لیے Drip یعنی گلوکوز کی بوتل لگانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح خون چڑھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کے لیے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر آنسو یا پسینے کا ایک آدھ قطرہ منہ میں خود بخود چلا گیا اور نمکینی محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر اتنی زیادہ مقدار میں آنسو یا پسینہ منہ میں گیا کہ پورے منہ میں نمکینی محسوس ہوئی اور پھر اس کو نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائے دے تو بھی روزہ نہیں گیا، نہ مکروہ ہوا۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

آپ ہی آپ قے ہوگئی خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ یعنی منہ بھر کر ہوئی ہو پھر خواہ وہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے اپنے اختیار سے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سانس کے ذریعے آکسیجن لینے سے روزہ ٹیں ٹوٹتا۔

نہاتے ہوئے اگر پانی کان میں خود بخود چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ اپنے اختیار سے باہر ہے۔

سر کے زخم میں دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہاں سے دوا کسی جوف میں داخل نہیں ہوتی۔ پیٹ کا زخم اگر معدہ یا آنت میں نہ کھل رہا ہو تو اس میں دوا لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر تل یا اس کے برابر کی کوئی چیز اٹھا کر منہ میں ڈال لی اور اس کو منہ میں خوب چبا تا رہا یہاں تک کہ اس کا کچھ پتہ نہیں رہا اور حلق میں مزہ محسوس نہ ہوا تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ **(بشکریہ: ماہنامہ دارالتقویٰ، جون ۲۰۱۴ء)**

☆ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد وعورت پر فرض ہے کہ رمضان المبارک کا خود روزہ رکھے اور اپنے متعلقین کو روزہ رکھنے کی تلقین کرے۔ چھوٹے بڑے گناہوں سے پرہیز کرے اور نماز باجماعت اور تراویح، تلاوت قرآن، درود شریف اور استغفار وتوبہ کو وظیفہ بنائے۔ ☆ پندرہ برس سے کم عمر لڑکا' اگر اس میں بلوغت کی دوسری علامت موجود نہ ہو' تراویح میں بھی امام نہیں بن سکتا۔ ☆ تراویح میں قرآن پاک سنانے والے کو اجرت دینا جائز نہیں ایسے حافظ کے پیچھے قرآن سننے سے چھوٹی سورتوں کے ساتھ تراویح پڑھنا افضل ہے۔ ☆ ڈاڑھی منڈوانے اور شرعی مقدار سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز اور تراویح مکروہ تحریمی ہے۔ ☆ تراویح بیس رکعت سنت ہیں۔ دو دو ایک نیت سے پڑھنا مستحب ہے۔ ☆ بلا ضرورت کوئی چیز چبانا، نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا روزہ میں مکروہ ہے۔ ☆ تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کیے رہنا، فصد کرانا، کسی مریض کے لیے اپنا خون دینا اگر کمزوری سے روزہ ٹوٹنے کا ڈر ہو تو مکروہ ہے۔ غیبت ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔ روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان ہو یا کسی بے جان کو یا جاندار کو ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ☆ قے اگر منہ بھر کر بھی آئے اور باہر نکل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ☆ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا سنت متواترہ ہے۔ جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھنا اور اسے سنت قرار دینا گناہ ہے۔ ☆ صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ ☆ صاحبِ حیثیت فی کس ساڑھے تین کلو کشمش یا جَو یا کھجور کی قیمت بھی ادا کر سکتے ہیں۔

❄......❄......❄

افادات: جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ　　　　　　　　　مرتب: سید محمد کفیل بخاری

عیدالفطر......صدقۃ الفطر
(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:

عیدالفطر بھی دیگر امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دوررس اخلاقی نصاب، ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا والوں کے معمولات کے بالعکس اللہ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدرِ ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی قوت وعظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب ومحبوب شے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری وعزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت وریاضت خوش اسلوبی سے مکمل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرہ مسرت وتفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:

اپنی عزت وجاہت کے لیے نہیں بلکہ حصول اجر وثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور ''فطر'' کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقۃ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا ''ہدیہ تشکر''

ہر چھوٹا بڑے کے لیے اور ہر ممنون اپنے محسن ومربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض، موجب سعادت اور باعثِ خیر وبرکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح فرماں بردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم وکریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت وریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور فرحت کے لیے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء ومساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز واحتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً مامور ومجبور ہو جاتی ہے، یہ حاصل ہے، صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء وتکمیل کا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تازندگی اس روحانی فصل بہار سے دل ودماغ اور جسم وجان کے لیے کسب فیض ونور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً......آمین! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکوٰۃ کی طرح عید الفطر کے دن نماز کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا گزرنا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنے بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے نوکر اور خادمہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے از خود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ ’’صدقہ نفلیہ‘‘ بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت وحیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت وحیثیت بھی مستقل ہے۔ لہٰذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اسے بہر حال اپنی زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہ گار ہوگی۔

صدقہ فطر میں پونے دو کلو گندم (احتیاطاً دو کلو) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین کلو جَو (احتیاطاً چار کلو) یا جَو کا آٹا اور ستو یا چار کلو کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نمازِ عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق، غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی میں سے کسی کو بھی صدقہ فطر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی شوہر، بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج و مسکین عزیز واقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ، حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکوٰۃ و عشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکوٰۃ و عشر دینا جائز نہیں۔

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ''تمام صدقات، محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔ سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں (۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث (حضور ﷺ کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلدی اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلدی جانا (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے (۹) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (بہ عذر شرعی شہر کی مسجد میں پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللّٰہ اکبر، لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا)

نمازِ عید کے احکام:

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے، نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیرات زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللّٰھم آخر پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از نماز حسبِ دستور دعا بھی مانگ لیں۔

خطباتِ عید:

نماز کے بعد دو خطبات سنت ہیں، انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ ومصافحہ:

خطبہ کے بعد امام کو مصلیٰ سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں، اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ ومعانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ ومصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

مولانا اعجاز صمدانی

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو) -- مثلاً اِس کی قیمت:- 50,000/-

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو) -- // ------------ 10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین [1] ------------------ 300,000/-

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم -- 100,000/-

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم -- 100,000/-

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)

خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو -------------- 50,000/-

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے) -- 10,000/-

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔

ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو) -- 50,000/-

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جا سکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے) ------------------------------- 50,000/-

(۱۰) بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) [2] --- 100,000/-

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مالِ تجارت ------------------------- 10,000/-

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو) ------------------------ 10,000/-

---

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۳)	خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خرید ا گیا----------------------------	200,000/-
(۱۴)	تیار شدہ مال کا اسٹاک--	20,000/-
(۱۵)	کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)----------------	50,000/-
	کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں---------	11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱)	واجب الاداء قرضہ(۱)------------------------------------ مثلاً------------------	10,000/-
(۲)	کمیٹی (بیسی) کے بقایا جات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)---------- // -----------------	100,000/-
(۳)	یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں------ // -------------------	10,000/-
(۴)	پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں------------------------ // ------------------	100,000/-
(۵)	ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں------------------	100,000/-
(۶)	گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو----------------------------------	10,000/-
(۷)	قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں------------------------------------	10,000/-

---

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی----------	3,80,000/-
کل مالِ زکوٰۃ (رقم)--------------	11,10,000/-
وہ رقم جو منہا کی جائے گی------------	-3,80,000/-
وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے---------	7,80,000/-
مقدار زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)------------	18,250/-

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۴)

محمد سلمان قریشی

حمدِ باری تعالیٰ

تیرا وُجود اے ربِ تعالیٰ ظاہر ظاہر پنہاں پنہاں
عقل نے جب جب سوچا تجھ کو ہوتی گئی وہ حیراں حیراں

بادِ صبا میں، کالی گھٹا میں، رنگِ شفق میں اور دھنک میں
تیرا ہی جلوہ ہم نے دیکھا مدھم مدھم افشاں افشاں

حجر، شجر بھی، شمس و قمر بھی، حور و غلماں اور ملک بھی
ذکر تیرا ہی کرتے ہیں سب حیواں حیواں انساں انساں

صحرا صحرا، گلشن گلشن، سرو سمن میں مشکِ خُتن میں
تیری ہی خوشبو پائی ہم نے سُنبل سُنبل ریحاں ریحاں

نورِ سحر میں، برق و شرر میں، اہلِ نظر کی دیدۂ تر میں
تجھ کو ہی یکتا ہم نے پایا قطرہ قطرہ نیساں نیساں

جھرنے، ندیاں، دریا، سمندر، تیرا ہی سِکّہ چلتے دیکھا
ذات تیری کو دیکھا ہم نے مشکل مشکل آساں آساں

آ کے غموں نے جب بھی گھیرا میرے لبوں پر نام تھا تیرا
ذِکر سے تیرے دل ہوا اپنا شاداں شاداں فرحاں فرحاں

غوث، قطب ہوں، یا کہ ولی ہوں، پیارے صحابہؓ یا کہ نبیؑ ہوں
جُھک گئے تیرے در پر سارے آقا آقا شاہاں شاہاں

اُمِ حرامؓ ہوں یا کہ سُمیّہؓ، زیدؓ و عمرؓ ہوں یا کہ علیؓ ہوں
کٹ گئے تیرے دین کی خاطر حمزہؓ حمزہؓ عثماںؓ عثماںؓ

تیرے خدایا دین کی خاطر بیعت کر کے ملا عُمر کی
پائیں شہادت شیخ اُسامہ، طالب طالب افغاں افغاں

تیری اطاعت میں ہی گزاروں سنتِ نبی سے خود کو سنواروں
حسنِ عمل سے دل کو کر دے روشن روشن تاباں تاباں

گرد تیرے کعبے کے میں گھوموں، روضے کی میں جالیاں چوموں
در پہ بلا کے پوری کر دے حسرت حسرت ارماں ارماں

مجھ کو سیدھی راہ دکھانا، شرک و بدعت سے تو ہی بچانا
دل کو کرنا نور سے اپنے روشن روشن تاباں تاباں

سلماںؔ کو اپنے دین کی خاطر کر کے قبول اے ربِ دو عالم
دے کے شہادت پوری کر دے حسرت حسرت ارماں ارماں

☆☆..........☆☆

پروفیسر محمد اکرام تائب

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جب تصور میں مدینہ آ گیا بات کرنے کا قرینہ آ گیا
سر ندامت سے مرا جھکنے لگا میری سوچوں کو پسینہ آ گیا
آرزو کر دی ہے پوری آپ نے آج ساحل پہ سفینہ آ گیا
چوم لی جالی تو اپنے ہاتھ میں دونوں عالم کا خزینہ آ گیا
عابدوں نے لوٹ لی جنت، مگر اپنے حصے میں مدینہ آ گیا
لوٹ لو تائبؔ خدا کی رحمتیں اب جو روزوں کا مہینہ آ گیا

❁ ❁ ❁

یوسف طاہر قریشی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مصطفیٰ اُنس و محبت کی فضا لائے پلٹ دے قلب کی کایا، وہ پیغامِ خدا لائے
حدیثِ مصطفیٰ ہر اک ہے دریا بند کوزے میں فصاحت کے کھلائے پھول رحمت کی صبا لائے
انھوں نے ایک سرگرمِ عمل دانش عنایت کی وہ ہر فردِ بشر کے واسطے شمعِ ہدیٰ لائے
بدل ڈالے انھوں نے زاویے فکر و تصور کے جو ظلمتِ شر کو تڑپاتی ہے وہ ایسی ضیا لائے
کیا ہے تزکیہ باطن کا روشن رہنمائی سے وہ تعلیماتِ قدسی اور علمِ دلکشا لائے
صداقت، راستی کی ایک دنیا ہے نہاں جس میں گراں وہ موتیوں سے قول پیارے مصطفیٰ لائے
بدل ڈالی ہیں بداخلاقیاں صالح قدروں سے دریچوں سے وہ حسنِ خلق کے نورِ ہدیٰ لائے
ابھارا حق شناسی کے حسیں اور فطری جذبوں کو وفا کی ابتدا لائے وفا کی انتہا لائے
دیانت، باہمی حبّ و مودّت، تقویٰ و عفت یہی جذبے دلوں میں بونے کو خیرالوریٰ لائے
سجایا قول کے ہر پھول کو عملوں کی خوشبو سے دیا جو حکم رب نے، سب سے پہلے وہ بجا لائے
فلاح و فوز کا پیغامِ عالمگیر لائے وہ اخوّت، امن و آزادی کی فرخندہ فضا لائے
نکالے رنگ و نسل و فخر کے جذبوں کے بل طاہرؔ اڑائے کبر و نخوت کے پرخچے، وہ ہوا لائے

حافظ محمد زبیر خلجی

فکرِ آخرت

موت سے پہلے کریں ہم موت کی تیاریاں
توڑ دیں ابلیس سے رب سے لگا لیں یاریاں

ہم سے پہلے آنے والے سب یہاں سے چل دیے
اب تو ہم عمروں کی دیکھو لگ گئی ہیں باریاں

کھیل میں مشغول ہیں وقتِ اجل کو بھول کر
شیوۂ کفار اور ایماں کی دعویٰ داریاں

دوسرے درجے پہ احکام ِ الٰہی ہو گئے
حکم ِ رب پر لے گئیں سبقت یہ رشتہ داریاں

عیش وعشرت کے لئے دن رات اپنا ایک ہے
دین پر چلنے میں ہوتی ہیں ہمیں دشواریاں

کیا حلال اور کیا حرام اب یہ بحث ٹھہری فضول
حد نہیں کوئی دکھاؤ کھل کے اب فنکاریاں

دین کا غم ہے نہ اُس پر چلنے والوں کا خیال
پھر نہ جانے کس کی خاطر رہ گئی غم خواریاں

نفس کو تو ہم نے جیسے چن لیا ہو مقتدا
اِس کی نہ مانیں تو چلتی ہیں جگر پر آریاں

سنّتوں کا کیا کہیں اب تو فرائض بھی گئے
اس قدر پہلے نہ تھی اسلام سے بے زاریاں

کچھ ہمارے نفس نے برباد کر ڈالا ہمیں
باقی لے ڈوبی ہمیں شیطان کی مکّاریاں

کر کے توبہ موت سے پہلے گناہوں سے زبیؔر
سرندامت سے جھکا لے کر لے آہ وزاریاں

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

کیسے ہوتی کوئی نسبت کسی دربار کے ساتھ
ربط اپنا جو تھا اک دلِ خود دار کے ساتھ

کون کہتا ہے کہ موت اُس کو بھی آ جاتی ہے
زندہ جاوید ہے جو شوخیٔ کردار کے ساتھ

دل ہے لبریز میرا جامِ غنا سے ہمدم
نہ ہے زر سے کوئی رشتہ نہ ہے زردار کے ساتھ

میں نے دیکھا نہ کوئی شخص کہیں اُس جیسا
جس کا گہرا ہے تعلق میرے اشعار کے ساتھ

عہدِ افرنگ میں ہم شوقِ شہادت لے کر
راہِ حق پہ چلے ہیں جذبۂ بیدار کے ساتھ

ہم ہی تھے اہلِ جنوں عہدِ سیاہ میں جن کا
پیچ زنداں سے پڑا اور کبھی دار کے ساتھ

وہ جو آیا نہ کبھی لوٹ کے جانے والا
دل کے آنگن میں وہ رہتا ہے بڑے پیار کے ساتھ

جی یہ چاہے اسے جاں میں سما لوں اپنی
جس نے جیتا ہے یہ دل جذبۂ ایثار کے ساتھ

چلو اس عزم سے اب منزل حق کی جانب
''راستے کانپ اٹھیں گرمیٔ رفتار کے ساتھ'' (۱)

دل میں اک چہرا سجا رکھا ہے میں نے ایسے
''جیسے تصویر لگا دے کوئی دیوار کے ساتھ'' (۲)

کیا یہ ممکن ہے کہ وہ شخص بھی ہو بزدل خالدؔ
جس کو نسبت ہو بھلا حلقۂ احرار کے ساتھ

(۱) خیال امروہی (۲) میر تقی میر

حافظ عبید اللہ　　　تیسری قسط

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم
اور قادیانی تحریفات وتلبیسات

حدیث نمبر 9: ﴿**عن عائشة أن النبی ﷺ قال : لا یبقی بعدی من النبوة شيء الا المبشرات ، قالوا یارسول الله وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحة یراها الرجل أو تُری له**﴾ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات (خوشخبریوں) کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ (مسند احمد: حدیث نمبر 24977 طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں بھی مروی ہے اسکے الفاظ ہیں ﴿**لم یبق من النبوة الا المبشرات**﴾ نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ (صحیح البخاری: حدیث نمبر 6990) اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ﴿**لا یبقی بعدی من النبوة الا الرؤیا الصالحة**﴾ میرے بعد نبوت میں سے نیک خوابوں کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ (المستدرک للحاکم: حدیث نمبر 8176) امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے انکی موافقت کی ہے۔

حدیث نمبر 10: ﴿**عن ام کرز تقول : سمعتُ رسول الله ﷺ یقول : ذهبت النبوة وبقیت المبشرات ...... الی آخر الحدیث**﴾ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: نبوت چلی گئی (ختم ہوگئی ہے) اور مبشرات باقی ہیں۔ (مسند الحمیدی: حدیث نمبر 351 واللفظ له ، مسند احمد: حدیث نمبر 27141، سنن ابن ماجه: حدیث نمبر 3896، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر 6047، المعجم الکبیر للطبرانی عن حذیفة سن اسید رضی الله عنه : حدیث نمبر 3051)۔ اس حدیث کے الفاظ بہت صریح ہیں کہ نبوت چلی گئی، ختم ہوگئی۔

حدیث نمبر 11: ﴿**عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال : سمعتُ رسول الله ﷺ یقول : لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب، هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرّجاه**﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔ (امام

حاکم فرماتے ہیں کہ)اس حدیث کی سند صحیح ہے۔(**المستدرک للحاکم** ،حدیث نمبر 4495، **سنن ترمذی** حدیث نمبر 3686، **المعجم الکبیر للطبرانی** حدیث نمبر 822، **مسند احمد** حدیث نمبر 17405)۔اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب، امام حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں صحیح کہا ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے یہ حدیث پیش کی ہے (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3 صفحہ 219)، لہذا مرزائی دھوکے بازوں کا اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرنا ائمہ حدیث کی مخالفت تو ہے ہی، اپنے نبی مرزا قادیانی کی بھی تکذیب ہے کیونکہ مرزا کا اس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس حدیث کو صحیح سمجھتا تھا کیونکہ اسکا دعوی تھا کہ ﴿ خدا نے مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ﴾ (اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 454)۔الغرض یہ حدیث شریف اس بات میں نص صریح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا کیونکہ اگر کسی نے نبی بننا ہوتا تو سب سے فرمان نبوی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرور نبی بنتے۔

محترم قارئین! جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف چند احادیث نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ نقل کی ہیں، آپ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کہیں بھی یہ تقسیم نہیں فرمائی کہ (مثال کے طور پر) شریعت والی نبوت ختم ہو گئی لیکن بغیر شریعت والی جاری ہے، یا مستقل نبی اب کوئی نہیں بنے گا لیکن ظلی بروزی غیر مستقل نبی بنیں گے، بلکہ آپ ﷺ نے **ان الرسالۃ والنبوّۃ قد انقطعت ، لا نبوۃ بعدی ، ذھبت النبوۃ ، لا یبقی بعدی من النبوۃ شیء** جیسے صریح الفاظ ارشاد فرما کر اپنے بعد مطلق نبوت کی نفی فرما دی۔

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا مفہوم مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے

محترم قارئین! جہاں تک لفظ ﴿ خاتم النبیین ﴾ کے معنی و مفہوم کا تعلق ہے، مرزا غلام احمد قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے تشریف لا کر انبیاء کا خاتمہ فرما دیا اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں پیدا ہو سکتا، وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی بنے تو اس سے ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا لازم آئے گا، اسی لئے مرزا قادیانی کو ﴿ ظلی بروزی نبوت ﴾ کا افسانہ ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس نے یہ منطق ایجاد کی کہ میں نے کوئی نیا نبی ہونے کا دعوی کہاں کیا ہے؟ میں تو یہ کہتا ہوں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ظل اور بروز ہوں ان سے جدا نہیں، میں تو (نعوذ باللہ) وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو دوبارہ میری صورت میں ظاہر ہوئے ہیں، جس نے میرے اور آپ ﷺ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں، لہذا میرے دعوائے نبوت سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی، مہر تو تب ٹوٹتی اگر میں نے کوئی الگ نبی ہونے کا دعوی کیا ہوتا (مرزا قادیانی کی تحریرات کے حوالے آگے آ رہے ہیں)۔الغرض مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا مطلب یہی ہے کہ اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا ورنہ ختم نبوت کی مہر توڑنی پڑے گی۔آیئے ایک نظر ڈالتے ہیں مرزا قادیانی کی تحریروں پر۔

مرزا قادیانی نے حضرت عیسی بن مریم علیہا السلام کے نزول من السماء کو غلط ثابت کرنے کیلئے اپنی طرف سے بزعم خود جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 بھی پیش کی ہے اور لکھا ہے ﴿اکیسویں آیت یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین۔ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے **اور ختم کرنے والا نبیوں کا**، یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا﴾ (ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحہ 431)، ہمارا موضوع یہاں رفع ونزول عیسی بن مریم علیہا السلام نہیں اس لئے ہم یہاں صرف بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے امت مسلمہ کے عقیدہ کے برخلاف اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے جب یہ آیت پیش کی تو لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کا ترجمہ کیا ﴿ختم کرنے والا سب نبیوں کا﴾ جسکا مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا، اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اس لئے آج مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا یہ شور ڈالنا کہ خاتم النبیین کا مفہوم آخری نبی یا نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا بیان کرنا مسلمان علماء کی غلطی ہے، خود انکے پیشوا کی تحریر سے غلط ثابت ہو گیا۔

ایک اور جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے ﴿الم تعلم أن الرب الرحیم المتفضل سمّیٰ نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء، وفسّرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا لجوّزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقہا وھذا خُلف کما لا یخفی علی المسلمین، وکیف یجیء نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین﴾ (حمامۃ البشریٰ، رخ 7 صفحہ 200) اردو ترجمہ ﴿کیا تو نہیں جانتا کہ اس فضل والے اور رحیم رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء بغیر کسی استثناء کے رکھا ہے؟ اور اسکی تفسیر ہمارے نبی ﷺ نے اپنے فرمان میرے بعد کوئی نبی نہیں کے ساتھ طالبوں کے لئے واضح طور پر بیان فرمادی، اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظاہر ہونا جائز رکھیں تو ہمیں یہ جائز ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد پھر کھل گیا ہے اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں، اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے؟ جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اللہ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے﴾۔ اس تحریر میں مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ ﴿خاتم النبیین﴾ کی تفسیر خود نبی کریم ﷺ نے ﴿لا نبی بعدی﴾ کے ساتھ فرمائی اور پھر یہ بھی وضاحت کر دی کہ لا نبی بعدی کا کوئی اور مطلب نہ نکال لے اسکا یہی مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ وحی نبوت دوبارہ جاری ہو سکتی ہے۔

ایک اور جگہ لکھا ﴿اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے﴾ (کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 217و218 حاشیہ)۔

مرزا غلام احمد کے پیروکار آج ایسے چیلنج بھی دیتے ہیں کہ لفظ ﴿خاتم﴾ کی اضافت جب جمع کی طرف ہوتو وہ ﴿آخری﴾ کے معنی میں آ ہی نہیں سکتا، عربی میں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی، اگر چہ ہم نے شروع میں معروف ائمہ لغت سے ﴿خاتم القوم﴾ کا مطلب ﴿آخرھم﴾ قوم کا آخری آدمی ثابت کیا اور یہ بات عربی زبان کی شُد بُد رکھنے والے جانتے ہیں کہ قوم کا لفظ اسم جمع ہے جو بہت سے افراد پر بولا جاتا ہے (جیسے عربی میں رھط، بشر، ابل، جیش، شعب وغیرہ)، قرآن کریم میں قوم کے لفظ کی طرف لوٹنے والی ضمیر جمع لائی گئی ہے اور جمع کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں، مثال کے طور پر **ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً فأخذهم الطوفان وهم ظالمون**۔ اور ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف بھیجا پس وہ انکے اندر پچاس کم ہزار سال رہے پھر انہیں طوفان نے پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے (العنکبوت: 14) آپ نے دیکھا کہ ﴿فیهم﴾ اور ﴿فاخذهم﴾ اور ﴿ظالمون﴾ یہ سب ضمائر اور صیغے قوم کے لئے استعمال کیے گئے ثابت ہوا کہ قوم کا لفظ اسم جمع ہے۔ لیکن ہم یہاں خود مرزا غلام احمد کی تحریریں پیش کرتے ہیں جنکے اندر اس نے خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف کیا ہے اور اسکا معنی و مفہوم آخری ہی لیا ہے۔

مرزا قادیانی نے جہاں قرآن وحدیث پر اور جھوٹ بولے وہیں ایک جھوٹ یہ بھی بولا کہ ﴿خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں، منجملہ ان کے ایک نام اس کا **خاتم الخلفاء** ہے یعنی <u>ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے</u>، سَو اِس نام کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی موجود ہے﴾ (چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 333)۔ اس سے قطع نظر کہ قرآن شریف میں کہیں بھی یہ بیان نہیں کہ مسیح موعود کا نام خاتم الخلفاء ہے اور یہ مرزا قادیانی کا کلام اللہ پر صریح جھوٹ ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریر میں مرزا قادیانی نے لفظ ﴿خاتم الخلفاء﴾ لکھا ہے یعنی خاتم کی اضافت خلفاء کی طرف کی ہے اور اسکا مطلب بھی خود بیان کیا ہے ﴿یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے﴾۔

اسی طرح ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے ﴿**خاتم الاولاد**﴾ کے الفاظ لکھے ہیں اور یہ بھی عربی الفاظ ہیں اور اسکا مفہوم وہی بیان کیا ہے جسکے بعد کوئی نہ ہو یعنی آخری چنانچہ اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ﴿**اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اس طرح میں انکے لئے خاتم الاولاد تھا**﴾ (تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 479)، یہاں مرزا نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد اس وجہ سے کہا کیونکہ اسکے بعد اسکے والدین (یعنی حکیم غلام مرتضی اور مسماۃ چراغ بی بی) کے گھر اور کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی یعنی مرزا غلام احمد انکی آخری اولاد تھا۔

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ﴿ختم نبوت کے متعلق پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت ﷺ پر ختم کیا﴾ (اخبار الحکم قادیان، 10 جنوری 1899 صفحہ 8و9)۔

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ خاتم النبیین کا یہی معنی و مفہوم ہے کہ

آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا، کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، کسی کو نبوت نہیں مل سکتی (اگر چہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کورد کرنے کے لئے بار بار یہ لفظ لکھے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آسکتا نہ پرانا نہ نیا جو کہ اسکا ایک دجل ہے، ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اب قیامت تک ہر قوم، ہر علاقے کے لئے ہے اب آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی کوئی نیا نام انبیاء کی فہرست میں شامل نہیں ہوسکتا، جسے جسے نبوت ملنی تھی مل چکی، نبوت و رسالت اب منقطع ہوچکی، اب اگر بفرض محال سارے پرانے نبی بھی دوبارہ دنیا میں آجائیں تو انہیں شریعت محمدیہ کا تابع ہو کر ہی آنا ہوگا وہ اپنی نبوت اور اپنی شریعت کی تبلیغ نہیں کرسکتے، اور معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت خاتم الانبیاء ﷺ سے کروا کر اس بات کو واضح بھی کر دیا گیا، اس سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی پرانا نبی اب زندہ بھی نہیں ہے کہ جس سے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول پر اعتراض واقع ہو)۔

مُہرِ ختم نبوت اور ظلی بروزی نبوت کا افسانہ

لیکن جب مرزا قادیانی نے خود نبی بننے کی ٹھانی اور یہی آیت خاتم النبیین اسکے آڑے آئی تو اس نے نبوت کی ایک نئی قسم ایجاد کی اور ساتھ ہی خاتم النبیین کا ایک نیا عجیب وغریب مفہوم بھی ایجاد کیا، اس بناسپتی نبوت کا نام رکھا ظلی بروزی غیر مستقل امتی نبوت، اور ایسے الفاظ لکھنے شروع کیے ﴿ خدا ایک اور محمد ﷺ اسکا وہ نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں **مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ جب تم آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہوسکتے بلکہ ایک ہی ہو اگر چہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے** ...... ﴾ (کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 15و16)۔ اس تحریر میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں، یہ ہے مرزا قادیانی کا مشہور زمانہ دجل وفریب اور ظل بروز کا ڈرامہ، اور مثال دے رہا ہے آئینہ میں شکل دیکھنے کی، احمق کے اندر اتنی بھی عقل نہیں کہ آئینہ میں جو عکس ہوتا ہے وہ اسی کا ہوتا ہے جو اسکے سامنے ہوتا ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ آئینہ کے سامنے کوئی ہو اور عکس کسی اور شخصیت کا ہو، شخصیت ایک ہی ہوتی ہے، اور وہ شخصیت جونہی آئینہ کے سامنے سے ہٹے گی ، آئینہ سے اسکا عکس بھی ختم ہوجائے گا، لیکن یہاں تو غلام احمد قادیانی چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہ الگ اپنا جسم رکھتا تھا اسکی الگ شخصیت تھی اور وہ جنکا عکس ہونے کا مدعی ہے وہ ہستی تو اسکے پیدا ہونے سے تقریباً 1350 سال پہلے دنیا میں تشریف لائی تھی اور مرزا کے پیدا ہونے سے پہلے ہی دنیا سے پردہ پوشی فرمالی تھی۔

مرزا قادیانی اسی دجل وفریب کو ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے ﴿ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے **مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے** کیونکہ میں بموجب آیت **و آخرین منهم لما یلحقوا بهم** بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس

پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے میری نبوت میں کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی، یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوی کیا﴾ (ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 212)۔ مرزا قادیانی کی یہ تحریر اسکے کفر اور توہین امام الانبیاء ﷺ کی آئینہ دار ہے ، آپ نے دیکھا کیسے اپنے آپ کو مسیلمہ کذاب کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت میں شریک کرنا چاہتا ہے، نہ صرف نبوت محمدیہ میں بلکہ کمالات محمدیہ میں بھی شرکت کا دعوے دار ہے اور مسیلمہ قادیان کیسے قرآن کریم کی ایک آیت ﴿و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ﴾ لکھ کر جھوٹ بول رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ بروزی طور پر حضرت محمد ﷺ ہے۔ (یاد رہے کہ سورۃ الجمعہ کی اس آیت کے ساتھ ایک حدیث شریف ملا کر قادیانی دھوکے باز یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ایک دوسری بعثت بھی ہونی تھی جو کہ مرزا قادیانی کی شکل میں ہوئی، جبکہ نہ اس آیت میں اور نہ کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی کسی دوسری بعثت کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی مرزا غلام قادیانی کی نبوت کی طرف کوئی اشارہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً)۔ تو آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کی مہر کو اپنے تئیں ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ظلی بروزی نبوت کا افسانہ گھڑا کیونکہ وہ بھی یہ مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا خاتم النبیین کی مہر توڑ دیگا، لیکن اپنی آخری عمر میں جا کر مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا ایک ایسا مفہوم بھی ایجاد کیا جو اس سے پہلے نہ کسی امام لغت کے خواب وخیال میں آیا اور نہ کسی مفسر کے وہم وخیال میں وارد ہوا، اور نہ خود مرزا قادیانی کو اس سے پہلے اسکے شیاطین نے القاء کیا، وہ عجیب وغریب مفہوم کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں، مرزا لکھتا ہے ﴿ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہ دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ﴾ (حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 100 حاشیہ)۔ یعنی خاتم النبیین کا مطلب یہ ٹھہرا کہ اب حضرت محمد ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے اور جو بھی آپ کی کامل اتباع وپیروی کرے گا وہ نبی بنا کرے گا، اس طرح خاتم النبیین میں جو ﴿ نبیین ﴾ ہے اس سے مراد آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوئے انبیاء نہیں بلکہ اس سے مراد (بقول مرزا) وہ نبی ہیں جنہیں بعد میں نبوت بخشی جائے گی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے انبیاء کے خاتم نہیں، اس طرح مرزا نے خاتم النبیین کی اس مہر کا قصہ ہی ختم کر دیا جسے ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اس نے ظلی بروزی نبوت کا ڈرامہ رچایا تھا (نہ رہے بانس نہ بجے بانسری)۔

یہاں مرزائی عقیدے کو مزید واضح کرنے کے لئے انکی کتابوں سے چند اقتباسات بھی (اپنے دل پر پتھر رکھ

کر) ملاحظہ فرمائیں تاکہ مرزائیت کا اصل چہرہ نکھر کر سامنے آجائے:

مرزا قادیانی اپنے اوپر ہونے والی ایک (نام نہاد) وحی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ﴿پھر اسی کتاب میں اسی مکالمے کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم** اس وحی الہی میں **<u>میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی</u>**﴾ (ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 207)، مرزا کے یہ الفاظ کسی تشریح یا وضاحت کے محتاج نہیں، وہ اپنے پر ہونے والی (نام نہاد) وحی کے وہی الفاظ بتا رہا ہے جو سورۃ الفتح کی آیت 29 میں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئے اور اس آیت میں آپ ﷺ کے بارے میں ﴿**محمد رسول الله**﴾ کہا گیا، اب کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ جب مرزائی یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں تو ظاہری طور پر الفاظ تو وہی پڑھتے ہیں جو مسلمان کہتے ہیں لیکن انکے مذہب میں ﴿محمد رسول اللہ﴾ ایک نہیں بلکہ دو ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کے بقول اس کا نام بھی (اسکے) خدا نے محمد رسول اللہ رکھا ہے۔

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے ﴿اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے (واضح رہے کہ براہین احمدیہ مرزا قادیانی کی پہلی کتاب ہے جس کا مصنف خود مرزا قادیانی ہے پھر اس کتاب میں خدا کے فرمانے کا کیا مطلب؟ ناقل) میں آدم ہوں، میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں، میں میں موسی ہوں میں داود ہوں، میں عیسی بن مریم ہوں، **<u>میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں</u>** یعنی بروزی طور پر﴾ (تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 521)۔

مزید ایک جگہ لکھتا ہے ﴿**من فرق بيني وبين المصطفى فما عرفني وما رأى**﴾ جس نے میرے اور (محمد) مصطفیٰ (ﷺ) کے درمیان فرق کیا اس نے نہ ہی مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16 صفحہ 259)۔

مزید ایک جگہ لکھتا ہے ﴿مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں﴾

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحات 445و446)۔

ایک جگہ یوں اپنے کفر کا اظہار کرتا ہے ﴿منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا...... منم محمد واحمد کہ مجتبی باشد﴾ میں ہی مسیح زمان ہوں، میں ہی کلیم خدا ہوں، میں ہی محمد واحمد مجتبی ہوں۔ (تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 134)۔

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے (جسے مرزائی دنیا قمر الانبیاء کے لقب سے یاد کرتی ہے) اپنے باپ کی ان تحریروں کی تشریح یوں کرتا ہے، لکھتا ہے ﴿...... کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ **<u>قادیان میں اللہ تعالی نے پھر محمد صلعم اُتارا</u>**

تا اپنے وعدے کو پورا کرے جو اسنے آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا﴾ (کلمۃ الفصل، صفحہ 105 مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی)۔ یہ قادیانی ڈھکوسلہ ہے کہ اس آیت میں کسی کے قادیان میں اتارے جانے کا کوئی ذکر ہے۔

اور اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اسکا کلمہ بتاؤ؟ یہی مرزا بشیر احمد یوں لکھتا ہے ﴿مسیح موعود (یعنی اسکے مطابق مرزا قادیانی۔ ناقل) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی﴾ (کلمۃ الفصل، صفحہ 158)۔ یعنی وہ تسلیم کرتا ہے کہ جب مرزائی لوگوں کے سامنے مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں تو انکے نزدیک محمد رسول اللہ میں انکا (نقلی اور جعلی) مسیح مرزا قادیانی بھی شامل ہوتا ہے۔ پھر اسی صفحے پر مرزا بشیر احمد مرزائی عقیدے کی وضاحت یوں کرتا ہے ﴿**پس مسیح موعود** (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) **خود محمد رسول اللہ ہے** جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی﴾ (کلمۃ الفصل، صفحہ 158)۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مسیلمہ پنجاب کا یہ بیٹا اس حد تک چلا گیا کہ لکھتا ہے ﴿مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کو نبوت تب ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے، پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور **اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا**﴾ (کلمۃ الفصل، صفحہ 113)۔ لیکن اسے اپنے باپ کا یہ مقام بھی پسند نہ آیا اور اس نے لکھا ﴿مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں (جو مرزائی عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی کی صورت میں ہوئی۔ ناقل) **جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشدّ ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو**﴾ (کلمۃ الفصل، صفحہ 147)۔ لیجیے اس نے نہ صرف مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت قرار دیا بلکہ اسکی روحانیت کو پہلی بعثت (جو خود حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ہوئی) سے زیادہ قوی زیادہ کامل قرار دیدیا۔ یعنی اصل کی روحانیت سے نقل کی روحانیت زیادہ کامل ہے۔

قارئین محترم! یہ صرف بطور نمونہ چند مرزائی تحریریں آپ کے سامنے رکھی ہیں، ورنہ مرزائی لٹریچر اس طرح کی دلخراش اور کفریہ عبارات سے بھرا پڑا ہے، یقیناً ایک مسلمان کا دل یہ سب پڑھ کر تڑپ تڑپ جاتا ہے کہ کیسے دنیا کے سب سے بڑے کذاب کو صادق و مصدوق ﷺ کے ساتھ ملایا جا رہا ہے بلکہ بڑھایا جا رہا ہے، میں بھی اپنے اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں کہیں میرے قلم کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہو جائے، کیونکہ:

ڈرتا ہوں عدم پھر آج کہیں شعلے نہ اٹھیں بجلی نہ گرے ...... بربط کی طبیعت الجھی ہے، نغمات کی نیت ٹھیک نہیں

جاری ہے

پروفیسر خالد شبیر احمد قسط: ۳۷

ورق ورق زندگی

۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۰ء تک:

۱۹۶۲ء میں صدر ایوب خان نے سیاسی جماعتوں سے پابندیاں اٹھائیں تو مجلس احرار اسلام کی تشکیل نو کا آغاز ہوا۔ ۶۲ء سے ۶۹ء تک احرار کی شیرازہ بندی اور تنظیم کا بھر پور انداز میں کام ہوا۔ جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے ملک بھر کے دورے کیے، اجتماعات منعقد کیے اور زبردست جدوجہد کی۔ مارچ ۱۹۷۰ء میں احرار پارک باغ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں آل پاکستان احرار کانفرنس منعقد کی گئی جو احرار اسلام کا نشانِ عروج تھا۔ یہ آٹھ سال کا عرصہ رہنمایان احرار اور رضا کارانِ احرار کے لیے انتہائی مشکل، صبر آزما اور تکلیف دہ تھا۔ ہر قدم پر مخالفت ایک کے بعد دوسرا امتحان، ہر امتحان میں اپنے اسلاف کا نقش قدم، استقامت اور جرأت کی تلقین و ترغیب کا باعث رہا۔ صبر اور ہمت سے ہر مشکل کے باوجود قافلہ اہل جنوں آگے بڑھتا چلا گیا۔ مجلس احرار اسلام کی تاریخ کا ایک ایک ورق ایسی ہی مشکلات سے بھرا پڑا ہے لیکن مجال ہے کہ کہیں قدم رکے ہوں یا پھر حق بات کہنے سے گریز کیا ہو۔ جنھیں اپنے مؤقف کی صداقت پر لازوال یقین ہو وہ اعتماد کی دولت سے مالا مال ہو کر ساری دنیا سے لڑ جانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے نزدیک کامیابی و ناکامی کے معیار ہی مختلف ہیں۔

> ''کامیاب وہ ہے جس نے اپنا مشن نہیں چھوڑا۔ جو حق کے لیے جان دے دے مگر غداروں، جفاکاروں سے روشناسی کے لیے قوم کو بروقت بیدار کر دے جو نونہالانِ وطن کو حقیقت کی راہ سجھائے اور قومی معاشرے کی تباہی سے بچانے کے لیے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دے۔ جو تاجدارِ ختم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے آخری بین الاقوامی قانون کے ساتھ مرتے دم تک غیر مشروط وابستگی رکھے۔
>
> وہ کامیاب نہیں جو قوم کا خون بہادے، عزتیں لٹوا دے، اموال تباہ کر دے۔ جو اسلام کا نام لے کر جمہوریت، اشتراکیت، مارکس ازم اور فاشزم، یہودیت اور مرزائیت کے لیے چور دروازے کھولے اور اسلامی آئین میں تحریف اور منافقت کی نقب لگائے۔ ایسا شخص کائنات کا، مسلمانوں کا، اسلام کا بدترین دشمن ہے۔''

یہ ہے اُن تقریروں کا خلاصہ جو ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۰ء تک سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ قوم کے سامنے پیش کرتے رہے۔ ان آٹھ برسوں میں مجلس احرار اسلام کا یہی وہ مرکزی نصب العین تھا جو احرار رضا کاروں کے حوصلے بڑھاتا رہا۔ کیسے

کیسے مراحل درپیش رہے۔ ملتان میں یوم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منایا۔ کس حوصلے کی بات تھی۔ لیکن منایا گیا اور اس کے بعد جو حالات پیدا کر دیے گئے اُن کا مقابلہ بڑی دلیری اور ہمت کے ساتھ کیا گیا۔ ابوذر بخاریؒ قید ہو گئے، رہا ہوئے تو اُن کا گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ مجھے آج بھی وہ وقت یاد ہے کہ جب وہ گھر آئے اور بیٹھک میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کے سامنے اُنھوں نے خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی قصیدہ پڑھ کر سنایا جو انھوں نے ملتان جیل میں لکھا تھا۔ اُن کا چہرہ آج بھی تصور میں میرے سامنے آتا ہے تو میرے ایمان و یقین کے لیے ثبات و استحکام کا باعث بنتا ہے۔ چہرہ کیا تھا، نورِ ایمانی کا دمکتا ہوا چاند تھا۔ جو ہر سننے اور دیکھنے والے کے دل و دماغ کو منور کر رہا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے:

> **''میرا وجدان گواہی دیتا ہے اور میں انشراحِ صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان خوابِ غفلت سے نہ جاگا تو ذلیل و خوار ہو گا۔ اللہ کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی آیات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کے ماننے والوں کا کبھی بال بیکا نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی موت، یہ اگر شکست کی دلیل ہے تو ہزاروں انبیاء شہید ہو گئے اور اپنا ایک امتی بھی پیدا نہ کر سکے۔ بیرونی سازشوں میں شریک ہو کر سفارت خانوں سے حاصل کردہ سرمائے کو مانندِ آب بہا کر یا کوئی اور ناٹک رچا کر برسرِ اقتدار آ جانا حق کی علامت نہیں ہے اور نہ ہی کامیابی کی دلیل۔ یہ وقتی شعبدہ بازی ہے یا ایکٹروں کا کھیل ہے۔''**

یہ اُن کی تقریروں کا لب و لہجہ تھا جس میں وہ ان آٹھ برسوں میں قوم کو خطاب کرتے رہے۔ اُس وقت ملک کے اندر جو سیاسی کھیل کھیلا جا رہا تھا، وہ یہی تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کا سوشلزم اپنے عروج پر تھا۔ یہ احرار ہی تھے جو اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ مجھے کچہری روڈ پر مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی کتابوں کی دکان ''بخاری اکیڈمی'' پر بھٹو کے جیالوں کا حملہ بھی یاد ہے جو ذوالفقار علی بھٹو کے بڑے جلوس کے گزرنے سے تھوڑی دیر پہلے کیا گیا تھا۔ یہ حملہ ایک ایسا بینر جو بھٹو کے اس وقت کے سیاسی نعرے کہ ''دین ہمارا اسلام ہے، سیاست ہماری جمہوریت ہے اور معیشت ہماری سوشلزم'' ہے کی نفی کرتا تھا کو ہٹانے کے لیے کیا گیا تھا۔ میں اس وقت دکان پر دوسرے احرار رضا کاروں کے ساتھ موجود تھا جب کالج کے لڑکوں نے حملہ کیا اور وہ بینر جو شاہ جی کی دکان پر لٹکا ہوا تھا اس کو اتار ا گیا۔ یہ پانچ چھے سو کے قریب پیپلز پارٹی کے چھوکرے تھے جو پہلے تو شاہ جی کے سامنے بھنگڑا ڈالتے رہے، نعرہ بازی کرتے رہے اور پھر وہ بینر چھین لے گئے لیکن ایک احرار کارکن محمد اسمٰعیل جس کو عرف عام میں مفتی کے نام سے پکارا جاتا تھا وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دکان سے اترا اور اس نے حیران کن پھرتی کے ساتھ وہ بینر واپس چھین کر دکان پر لگا دیا۔ اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کا جلوس شاہ جی کی دکان سے گزر گیا لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ شاہ جی کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ بار بار خیال آتا کہ چند احرار رضا کاروں اور محسن شاہ صاحب کی یہ جرأت کہ ذرا بھی مرعوب نہ ہوئے تو سمجھ میں یہی آیا کہ جو اللہ کی بات کرتے ہیں اللہ اُن کی مدد بھی کرتا ہے۔ ورنہ جلوس سے پہلے دکان پر حملہ اور اس پر احرار رضا کار کی جوابی کارروائی

اور شاہ صاحب کا دکان کا کھلا رکھنا اور بھٹو کے اتنے بڑے جلوس کا شاہ جی کو کچھ کہے بغیر گزر جانا سمجھ سے باہر تھا۔ اسی طرح شہر کے پرانے اشتراکیوں کا ملتان میں ہنگامہ آرائی کرنا۔ ایک اشتراکی ملک عطاء اللہ کی دکان کو آگ لگانا اور قرآن پاک کا شہید ہونا اور پھر اس ساری ہنگامہ آرائی کا سارے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لینا اور بھٹو کی سیاسی قوت کے بل بوتے پر احرار کے خلاف ایک گھناؤنی سازش اور مہم کا شروع کرنا اور اس کے مقابلے میں مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور مولانا سید عطاء المؤمن بخاری کا دلیرانہ کردار یہ ایک الگ داستان ہے:

اک جنوں کی داستاں ہے داستاں احرار کی
عزم و ہمّت، سرفروشی، ولولہ، ایثار کی
جابجا لکھی ہوئی ہے تاریخ کے اوراق پر
خونچکاں سی اک کہانی لشکرِ احرار کی

ان آٹھ برسوں میں جماعت احرار کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا، کس کس کہانی کو دہرایا جائے۔ مجھے وہ واقعہ بھی یاد ہے کہ مولانا احتشام الحق تھانوی نے ملتان بار روم میں تقریر کی۔ وہاں پر سید عطاء المحسن شاہ صاحب بھی تقریر سننے چلے گئے۔ مولانا نے تقریر کے بعد شاہ صاحب سے ملاقات کی اور رات کو عیدگاہ میں منعقد ہونے والے جلسے جس سے مولانا احتشام الحق نے خطاب کرنا تھا میں شریک ہونے کی شاہ صاحب کو دعوت دی۔ شاہ صاحب نے دعوت قبول کر لی۔ رات کو جلسے کے دوران نعرہ بازی کی گئی، سوشلزم زندہ باد کے نعرے لگائے گئے، سانپ سانپ کا شور مچا کر لوگوں کو خوفزدہ کیا اور جلسہ منتشر کرنے کی کوشش اور زبردست ہنگامہ آرائی کی گئی۔ مولانا احتشام الحق تقریر چھوڑ کر اٹھ کر جانے لگے تو محسن شاہ صاحب نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ:

''مولانا یا تو مجھے آپ نے بلانا نہیں تھا اور اگر میں آپ کی دعوت پر آ گیا ہوں تو اب آپ جا نہیں سکتے۔ خطاب آپ کا ضرور ہوگا۔''

سید عطاء المحسن بخاری صاحب نے نہایت شرافت سے ہنگامہ کرنے والوں کو پُرامن رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ اگر آپ فریقِ مخالف کے جلسے میں آ گئے ہیں تو سننے کا بھی حوصلہ رکھیں۔ اس کے بعد کہا کہ اگر دس منٹ تک خاموشی اختیار نہ کی گئی تو جوابی کارروائی ہوگی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فضا سازگار ہوگئی اور مولانا احتشام الحق صاحب کا دوبارہ خطاب ہوا۔ اس کے بعد جو کچھ جوابی طور پر شہر میں جگہ جگہ سید عطاء المحسن شاہ صاحب کے بارے میں کہا گیا وہ نہ تو میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ ہی آپ اسے پڑھنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ احرار اسلام کے راستے میں رکاوٹیں تھیں جن کو ایک ایک کر کے احرار نے اپنے راستے سے ہٹایا اور کارواں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک طرف یہ سب کچھ ہو رہا تھا لیکن دوسری طرف قائد احرار حضرت مولانا سید ابوذر بخاری کا کردار کیا تھا۔ اس کے بارے میں رفیق اختر صاحب نقیبِ ختمِ

نبوّت کے ابوذر بخاری نمبر کے صفحہ ۱۹۶ پر تحریر کرتے ہیں:

''مولانا مفتی محمود صاحب اور شاہ جی کے اختلاف کی بازگشت دینی حلقوں میں اکثر سنائی دیتی تھی۔ ایک روز عصر کے بعد مدرسہ قاسم العلوم کے ایک مولوی صاحب دفتر میں شاہ جی سے ملنے آئے اور ہدیہ پیش کرنے کے بعد بڑی عقیدت کے ساتھ ان کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ مختصر تعارف کا بعد گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھا تو مولوی صاحب نے شاہ جی کی مذمت میں مولانا مفتی محمود صاحب کی کوئی گفتگو سنانی شروع کر دی۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد شاہ جی نے بڑے جلال آمیز انداز میں ہدیہ واپس کرتے ہوئے ان مولوی صاحب سے کہا کہ میرا یقین ہے کہ مفتی صاحب جیسا انسان میرے بارے میں ایسے کلمات نہیں کہہ سکتا۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔''

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ ہوا۔ آغا شورش کاشمیری ایوب دورِ حکومت میں چٹان میں قادیانیوں کے خلاف ایک پرزور اداریہ لکھنے کی وجہ سے گرفتار ہو گئے۔ لیکن پورے ملک کے میں اس پر خاموشی طاری تھی۔ بڑی بڑی دینی جماعتیں مہر بہ لب تھیں۔ مجلس احرار اسلام فیصلہ کیا کہ اس خطرناک خاموشی کو توڑنا چاہیے ورنہ تو مستقبل میں قادیانیوں کے خلاف کچھ کہنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ اس پر مزید معاملہ اور آگے بڑھا کہ حکومت وقت کے وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ نامی نے قادیانیوں کے حق میں ایک بیان داغ دیا جو اخباروں میں چھپا۔ بیان تھا کہ: ''قادیانی مسلمان ہیں اُن کے خلاف کسی ایسی کارروائی کو برداشت نہیں کیا جائے گا جو ملک کے اندر انتشار کا باعث بنے۔'' ایسے میں مجلس احرار نے فیصلہ کیا کہ لاہور میں موچی دروازہ کے میدان میں شورش کاشمیری کی رہائی اور حکومت کے خلاف اس گرفتاری پر ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس جلسے کے لیے اشتہارات شائع کیے گئے جو ملک بھر میں مجلس احرار کی شاخوں کے ذریعے لگوا دیے گئے۔ جلسے کے لیے زبردست تیاری کی گئی تا کہ یہ خطرناک جمود توڑا جائے۔ میں بھی اس جلسے میں شرکت کے لیے لاہور پہنچا۔ شام سے ذرا بعد میں دفتر بیرون دہلی دروازہ گیا تو میں نے دیکھا کہ مولانا سید ابوذر بخاریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، صدر مرکزیہ مولانا عبید اللہ احرارؒ، چودھری ثناء اللہ بھٹہؒ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ موضوع زیر غور یہ تھا کہ جلسہ کا اعلان اور تشہیر تو بڑی اچھی بات ہے لیکن اگر تقریریں سخت نہ ہوں تو ایسی صورت حال میں جلسہ کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا اور اگر سخت تقریروں کا نوٹس لیتے ہوئے حکومت نے احرار ہائی کمان کے تمام لیڈروں کو گرفتار کر لیا تو پھر جماعتی کام متاثر ہو گا۔ لہٰذا کیا کیا جائے۔ اس پر ابھی بات جاری تھی کہ خاموش بیٹھے ماسٹر تاج الدین نصاری (اللہ اُنھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے) سید ابوذر بخاریؒ سے مخاطب ہو کر بولے:

''شاہ جی آپ کس مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ بھلا احرار کب اتنے وسائل والے تھے جو آج اتنے وسائل والے نہیں۔ جلسہ ہو گا اور تقریریں سخت ہونی چاہئیں۔ حکومت چاہتی ہے کہ قادیانیوں کا نام کوئی نہ لے

اور حکومت کے ارادے بھی خطرناک ہیں۔وزیر داخلہ کا بیان واضح طور پر اس امر کی دلیل ہے۔لہٰذا تقریریں سخت ہونی چاہئیں۔اوّل تو کچھ نہیں ہوگا اور پھر اگر کچھ ہوا بھی تو دیکھا جائے گا۔یہ بعد کی بات ہے۔''

بس پھر کیا تھا فیصلہ ہوا کہ تقریریں سخت ہوں گی۔چنانچہ جلسہ میں سب سے پہلی تقریر چودھری ثناء اللہ بھٹہ مرحوم کی ہوئی۔انھوں نے انتہائی سخت الفاظ سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔حکومت کی قادیانیت نوازی پر تنقید کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں کہا گیا کہ آغا شورش کی گرفتاری اور اس کے بعد وزیر داخلہ کا قادیانیوں کے حق میں بیان یہ جماعت احرار کو ایک چیلنج ہے۔ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں ہم پورے ملک میں عوام کو اتنا بیدار کردیں گے کہ حکومت کو قادیانیت نوازی کی حکمت عملی ترک کرنی پڑے گی۔

مولانا عبیداللہ احرار صدر مرکزیہ آئے اور انھوں نے تقریر کرتے ہوئے جو کچھ کہا اس کا ایک فقرہ تو مجھے بھولتا ہی نہیں ہے۔انھوں نے کہا:

''او قاضی فضل اللہ تیری رگوں میں اگر کسی حلال زادے کا خون گردش کر رہا ہے تو آ موچی دروازے وہی بات کہہ جو تو نے اخبارات کو پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہی ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں۔تجھے پتہ چل جائے گا کہ تیرے منہ میں دانت کتنے نہیں۔احرار تمھاری زندگی تنگ کر کے رکھ دیں گے۔اس ملک میں قادیانیت نوازی نہیں چلے گی کہ یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔''

ماسٹر تاج الدین انصاری نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے اس اوباش عورت کا قصہ بیان کیا جو کسی جنگل میں ایک شریف شخص سے جس کے سر پر بستر، ایک ہاتھ میں لوٹا وضو کے لیے اور دوسرے ہاتھ نماز پڑھنے کے لیے جانماز تھی۔اُسے کہنے لگی کہ تو، تو مجھے چھیڑے گا۔اس شریف آدمی نے کہا کہ اے احمق عورت میں تجھے کیسے چھیڑ سکتا ہوں میرے دونوں ہاتھ مصروف ہیں سر پہ بستر ہے۔کہنے لگی کہ تو بستر زمین پر بچھا دے گا، لوٹا زمین پر رکھ دے گا اور جانماز بھی زمین پر رکھ دے گا اور پھر مجھے چھیڑے گا۔حکومت کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔یہ اس اوباش عورت کی طرح احرار کو خواہ مخواہ اپنی طرف راغب کر رہی ہے حالانکہ ہمارا ارادہ یہ نہیں ہے۔حکومت کو احساس ہونا چاہیے کہ اوباش عورت کا کردار ادا نہ کرے حکومتوں سے ٹکرانا ہماری روایت ہے۔شورش کو فوری طور پر رہا کرو اور قاضی فضل اللہ کو قادیانیت نوازی کی بنیاد پر وزارت داخلہ سے معزول کرو۔احرار پورے ملک کے اندر قادیانیوں کے خلاف تقریریں کر کے حکومت کو اپنے مطالبات منوانے پر مجبور کردیں گے۔

سب سے آخر میں مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایسی زبردست تقریر کی کہ عوام کا جوش و جذبہ سنبھالے نہیں سنبھلتا تھا۔نعرۂ تکبیر، ختمِ نبوّت اور احرار اسلام زندہ باد سے پنڈال گونج اٹھا۔بہر حال جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔احرار کے اس جلسے نے فضا ہی تبدیل کردی اور پھر پورے ملک میں اسی عنوان پر احرار کے علاوہ دوسری دینی تنظیموں کے اجتماعات بھی ہوئے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ تحریکِ ختمِ نبوّت دوبارہ شروع ہوگئی ہے۔حکومت کو آغا شورش کاشمیری کو رہا کرنا

پڑا۔ یاد رہے کہ آغا صاحب کی یہ قید اور رہائی اس رہائی سے پہلے کی بات ہے کہ جب وہ کراچی میں پچاس روز تک بھوک ہڑتال کر کے رہا ہوئے تھے اور کراچی سے لے کر لاہور تک ان کا فقید المثال استقبال ہوا تھا۔

آل پاکستان احرار کانفرنس لاہور ۱۹۷۰:

مارچ ۱۹۷۰ء میں لاہور میں آل پاکستان احرار کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لیے کافی عرصہ پہلے کام شروع کر دیا گیا تھا۔ دہلی دروازے سے لے کر موچی دروازے تک مختلف شہروں سے آئے ہوئے احرار رضا کاروں کے خیمے تھے جو ایک عجیب سماں پیش کر رہے تھے۔ دہلی دروازے کے باہر ایک جگہ مولانا عبیداللہ احرار صدر مرکزیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے احرار کا پرچم لہرایا۔ احرار رضا کار سرخ وردی میں میں ملبوس اپنے اپنے خیمے کے باہر کھڑے پرچم احرار کو سلامی دے رہے تھے۔ پرچم کے نیچے احرار رہنما ایک جگہ پر کھڑے تھے۔ پرچم کشائی کی اس تقریب کے بعد سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی دعا کے ساتھ جلوس کی صورت میں پورے شہر کے بازاروں کا ایک چکر لگانے کا حکم دیا۔ یہ سماں دیکھ کر مجھے مجلس احرار اسلام کی وہ ''دفاع پاکستان کانفرنس'' یاد آ گئی جو ۱۹۴۹ء میں لاہور میں ہوئی تھی۔ جس میں مجلس احرار اسلام نے انتخابی سیاست سے علیحدہ ہونے اور دینی محاذ پر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد آج اس کانفرنس میں بھی وہی شان وشوکت وہی ولولہ وہی جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔ ہزاروں کی تعداد میں احرار رضا کاروں نے احرار رہنماؤں کی قیادت میں اس جلوس میں شرکت کرتے ہوئے لاہور شہر کی معروف سڑکوں پر اسلام زندہ باد، سوشلزم مردہ باد کے نعروں سے فضا میں نیا جوش وخروش، نیا ولولہ اور نیا جذبہ پیدا کر دیا۔ جہاں جہاں سے احرار کے اس جلوس نے گزرنا تھا شہریوں نے اپنے خرچہ پر وہاں استقبالی دروازے بنائے، اُنہیں خوبصورت جھنڈیوں اور بینروں سے سجایا گیا تھا۔ احرار رضا کاروں کی تواضع کے لیے مختلف مقامات پر مشروب پلانے کا اہتمام کیا گیا۔ رضا کاروں پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ دکانداروں نے کھڑے ہو کر جلوس کا استقبال کیا۔ نہ جانے کتنے گھنٹے یہ جلوس لاہور کی سڑکوں پر مارچ کرتا رہا۔ اسلام زندہ باد، سوشلزم مردہ باد، ختم نبوّت زندہ باد، شہداءِ ختمِ نبوّت زندہ باد، احرار اسلام زندہ باد، امیر شریعت زندہ باد کے نعرے گونجتے رہے۔ تقریباً چودہ پندرہ میل کا سفر احرار رضا کاروں نے پیدل مارچ کر کے پورا کیا۔ شام کے وقت موچی دروازے کے قریب جب احرار اسلام کا جلوس پہنچا تو پیپلز پارٹی کے کچھ شیدائیوں نے جلوس پر حملہ بھی کیا۔ جسے احرار رضا کاروں نے جوابی کارروائی کر کے پسپا کر دیا اور معاملہ کنٹرول کر لیا گیا۔ جاتے ہوئے پیپلز پارٹی کے جیالے کہہ گئے کہ ہم رات کو آپ کے جلسہ پر حملہ کریں گے۔ لیکن ساری رات دہلی دروازے کے باہر وسیع وعریض پنڈال میں سردار عبدالقیوم خان جو آزاد کشمیر کے پہلے صدر تھے کی صدارت میں احرار کا یہ جلسہ ہوتا رہا کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ احرار کے جلسے کے قریب آتے۔ حملہ تو خیر دور کی بات تھی۔ احرار رہنماؤں کے علاوہ آغا شورش کاشمیری نے جلسے سے خطاب کیا۔ سب سے اہم تقریر سید ابوذر بخاری کی تھی جو صبح کی اذان تک جاری رہی۔ یہاں پر یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ سید ابوذر بخاری نے تین آدمیوں کا ایک وفد ترتیب دیا۔ جس میں سید عطاء المحسن شاہ صاحب کے علاوہ میں بھی شامل تھا

اور گوجرانوالہ کے ایک اہم کارکن صوفی محمد سلیم صاحب بھی تھے۔ ہم تینوں کو ابوذر بخاری صاحب نے کہا کہ مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا محمد اکرم صاحب (سلطان فونڈری والے) کے ہاں ماڈل ٹاؤن میں قیام پذیر ہیں اُنھیں مل کر کانفرنس کے رات کے اجلاس میں خطاب کرنے کی دعوت دو۔ چنانچہ ہم سید عطاء المحسن شاہ صاحب کی قیادت میں وہاں اس کارخانے پہنچے جہاں پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قیام پذیر تھے اور وہاں اُن کے میز بانوں سے ملاقات کی، انھوں نے ہماری چائے سے تواضع کی۔ ہم نے آنے کا مدعا بیان کیا، کہنے لگے مفتی صاحب ابھی آرام فرما رہے ہیں آپ ذرا ٹھہریں۔ ان سے مل کر بات کرتے ہیں لیکن ہم تینوں کافی دیر تک وہاں بیٹھے مولانا کا انتظار کرتے رہے۔ مولانا تشریف نہ لائے اور نہ ہی اُن سے ملاقات ہوئی۔ ہم اپنے مشن میں ناکام واپس آئے اور ساری کہانی سید ابوذر بخاری صاحب سے کہہ دی۔ شاہ جی نے کہا کہ میری خواہش تو یہ تھی کہ وہ ہماری اس کانفرنس میں آتے اور ان کے خطاب سے ہم مستفیض ہوتے لیکن انھوں نے شاید ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہماری طرف سے تو حجت تمام ہوئی۔ اس کانفرنس میں اتنی زیادہ تعداد میں رضا کاروں کی شرکت دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے تھے۔ طویل مدت کے بعد بھی لوگوں میں احرار اسلام سے تعاون اور ان کے نصب العین سے اتفاق کرنے والے اور ان کا استقبال اتنے وسیع پیمانے پر کرنے والے ابھی تک ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ لاہور کے لوگ احرار کے لیے اداس تھے اور انھیں اس صورت میں دیکھنے کے لیے جیسے ترس گئے ہوں۔ احرار اسلام کے لیے یہ ایک حوصلہ افزا بات تھی دیکھا جائے تو نو دس سال کی جبری پابندی اور پھر ۱۹۶۲ء سے نامساعد حالات میں جماعت احرار کی تشکیل نو اور پھر ۱۹۷۰ء تک یہ سفر اور سفر میں پیش آنے والے حالات و واقعات جو کسی بھی طرح جماعت کے لیے حوصلہ افزا نہ تھے بلکہ حوصلہ شکن تھے۔ یہ کانفرنس احرار اسلام کی ایک بہت بڑی کامیابی تھی جس پر ہمارے تمام رہنما اور رضا کار اسے محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھتے تھے اور اس کامیاب کانفرنس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کے بعد بہاول پور آ گیا۔ جہاں اُن دنوں میں اپنی سرکاری نوکری کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔

ایک دن مولانا سید عطاء المؤمن بخاری صاحب میرے پاس بہاول پور آ گئے۔ میں بہت خوش ہوا، تمام دن ہم اکٹھے اپنے گھر میں مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ خالد شبیر آج ایک خاص کام کے لیے بہاول پور آیا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ وہ خاص کام کیا ہے؟ کہنے لگے ابھی نہیں بتاؤں گا۔ شام کو بتاؤں گا۔ شام ہوئی تو شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ شام کی نماز ماڈل ٹاؤن کی اس مسجد میں پڑھنی ہے جہاں پر مولانا شمس الحق افغانی صاحب درس دیتے ہیں اور جمعہ بھی پڑھاتے ہیں۔ میں تیار ہو گیا چنانچہ ہم دونوں نے مغرب کی نماز اُسی مسجد میں پڑھی۔ نماز کی امامت بھی حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے کرائی، نماز سے فارغ ہوئے تو سید عطاء المؤمن صاحب آگے بڑھے اور مولانا سے مصافحہ و سلام کیا۔ مولانا نے شاہ جی سے پوچھا کہ آج کیسے آنا ہوا؟ جواب میں شاہ صاحب نے کہا کہ آپ سے ملنے کو جی چاہتا تھا حاضر ہو گئے۔ میرا تعارف بھی شاہ صاحب نے ہی مولانا سے کرایا۔ مولانا ہم دونوں کو اپنے حجرے جو مسجد کے ساتھ ہی وابستہ تھا لے گئے اور

تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا ایک چھابے میں چند روٹیاں اور ایک چھوٹی سی کٹوری (برتن) میں سالن لے کر آئے، دسترخوان پر دونوں چیزیں رکھ دیں اور کہا کہ جو تھا حاضرِ خدمت ہے۔ ہم دونوں نے کھانا کھایا اور یہ اعزاز بھی حاصل کیا کہ ہم نے حضرت کے گھر کا نمک کھایا ہوا ہے۔ اس دوران مومن شاہ صاحب نے چند باتیں حالات حاضرہ کے حوالے سے مولانا سے پوچھیں۔ ان کا پہلا سوال تھا کہ مولانا مفتی محمود صاحب جو صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں (ان دنوں مولانا مفتی محمود صاحب ولی خان کی نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام کے اشتراک سے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے تھے) آپ کا کیا خیال ہے اس سے ملک کے اندر تحریک اسلامی کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا کچھ اس کی تقویت کا باعث بنے گی؟

حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''شاہ جی اس سے اسلامی تحریک کو کیا فائدہ ہوگا، ولی خان کے بارے میں ایک بات یاد رہے آگ سے اس کی تپش جدا ہو سکتی ہے لیکن ولی خان سے دین دشمنی جدا نہیں ہو سکتی۔ اس کے باپ میں تو اتنی دینی غیرت تھی کہ راہ چلتے کہیں آمنا سامنا ہو جاتا تو سلام کے لیے ہاتھ اٹھا کے ماتھے پر رکھ لیتا تھا، ولی خان کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنی توفیق بھی نہیں دی۔ ان لوگوں کے اشتراک سے بھلا تحریک اسلامی کو کیا تقویت حاصل ہوگی۔ اور مولانا مفتی محمود اُن سے دین کے لیے کیا کام لے سکتے ہیں۔''

بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ مولانا افغانی نے درست فرمایا تھا۔ پھر مفتی محمود صاحب کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن کو ولی خان کے مقابلے میں الیکشن میں آنا پڑا اور مولانا حسن جان شہید نے ولی خان کو بھاری اکثریت سے شکست دی۔ اس کے علاوہ شاہ جی اور مولانا شمس الحق افغانی کے درمیان مزید کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ جس کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ جیسے دین کے بارے میں کوئی شاگرد اپنے استاد سے کچھ پوچھتا ہے۔ تھوڑی دیر تک ان کے ساتھ بات چیت ہوئی پھر اُن سے اجازت لے کر ہم دونوں واپس آ گئے۔ دوسرے دن عطاء المؤمن شاہ صاحب تو واپس چلے گئے لیکن میں یہی سوچتا رہا کہ عطاء المؤمن شاہ صاحب کے لیے حضرت شمس الحق افغانی جو ان دنوں میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں شیخ الجامعہ تھے، سے شرف ملاقات کتنا اہم کام تھا جس کے لیے اُنھیں ملتان سے بہاول پور کا سفر کرنا پڑا۔

مولانا شمس الحق افغانی جیسے لوگ صرف پیدا ہوتے ہیں مرتے نہیں ہیں، ان سے ملاقات اور استفادے کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی وہ ہر کسی کے حصے میں نہیں آتی، سوائے اُن کے جن پر اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے۔ اس ملاقات کو یاد کرتا ہوں تو یہ شعر ذہن پر وارد ہوتے ہیں:

زندہ ہیں وہی بالیقین آج بھی مرنے کے بعد ہو گئے جو اور معتبر
خالدؔ وہ میری روح میں جیسے اُتر گیا کہتے ہیں جس کی داستاں میرے یہ اشکِ تر

جاری ہے

منصور اصغر راجہ

چناب نگر میں قادیانی ڈاکٹر مہدی علی کا قتل اور قادیانی جماعت

پیر کی صبح چناب نگر میں قتل ہونے والے قادیانی ڈاکٹر کے حوالے سے پولیس کو تا حال کوئی ایسا کلیو نہیں مل سکا، جس کی بنیاد پر اس واردات کو مذہبی قتل قرار دیا جا سکے۔ البتہ جماعت احمدیہ اور مقتول ڈاکٹر کے رشتہ داروں کی طرف شک کی انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔ باوثوق ذرائع کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی چودھری کی امریکہ آمد سے صر جماعت احمدیہ باخبر تھی۔ جب کہ پاکستانی نژاد امریکی ڈاکٹر کو جس جگہ قتل کیا گیا، وہاں قادیانیوں کی جانب سے مسلح گارڈز چوبیس گھنٹے کھڑے رہتے ہیں، جو واردات کے وقت بھاگ اٹھے تھے۔ ان ذرائع کے مطابق، ایک امکان یہ بھی ہے کہ یہ قتل جائیداد کے جھگڑے پر کیا گیا ہو۔

''اُمّت'' کی اطلاعات کے مطابق، پاکستانی نژاد امریکی ڈاکٹر مہدی علی چودھری کا تعلق چناب نگر کی ایک آرائیں فیملی سے تھا۔ وہ فرزند علی چودھری نامی ایک متمول قادیانی کے بیٹے تھے اور گزشتہ ۲۵ برس سے امریکہ میں قیام پذیر تھے۔ ان کے پاس امریکی شہریت بھی تھی۔ ان کے ایک بھائی ہادی علی چودھری کینیڈا میں جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ وہ اتوار کے روز اپنی اہلیہ اور بچوں سمیت چناب نگر پہنچے تھے۔ اطلاعات کے مطابق، فضل عمر ہسپتال چناب نگر میں قائم طاہر ہارٹ سینٹر میں مریضوں کا چیک اپ کرنا تھا کہ پیری علی الصبح انھیں قادیانی قبرستان ''بہشتی مقبرہ'' کے دروازے پر قتل کر دیا گیا۔ مقامی پولیس ذرائع کے مطابق ابتدائی تحقیقات میں تا حال کوئی ایسا اشارہ نہیں ملا جس کی بنیاد پر اس واردات کو مذہبی قتل قرار دیا جا سکے۔ البتہ پولیس دیگر تمام ممکنہ پہلوؤں پر تفتیش کر رہی ہے کہ کہیں یہ جائیداد کے تنازعے کا شاخسانہ تو نہیں یا پھر کسی اندرونی سازش کا نتیجہ تو نہیں۔ ڈی ایس پی سرکل چناب نگر طارق وڑائچ نے ''اُمّت'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان تمام پہلوؤں کو دیکھ رہے ہیں، لیکن ابھی حتمی طور پا کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ البتہ اس واردات کا ایک پہلو خاصا قابل غور ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک روز پہلے چناب نگر آئے اور اگلی صبح کو قتل کر دیے گئے۔ آخر وہ کون ہے جو ان کے شیڈول کے حوالے سے مکمل طور پر باخبر تھا۔

''اُمّت'' کی اطلاعات کے مطابق چناب نگر میں اگرچہ زندگی معمول کے مطابق چل رہی ہے اور وہاں کے باسیوں نے اس قتل پر کوئی قابل ذکر ردعمل ظاہر نہیں کیا، لیکن درون خانہ جماعت احمدیہ اور مقتول ڈاکٹر کے قریبی رشتہ داروں کی طرف شک کی انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کے مرکزی سیکریٹریٹ میں موجود ایک بااعتماد ذریعے نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ ڈاکٹر مہدی علی کے قتل کے سلسلے میں دو پہلوؤں کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پہلا یہ کہ ان کے والد فرزند علی چودھری نے دو شادیاں کیں تھیں۔ پہلی بیوی سے ان کے ۶ بیٹے اور تین بیٹیاں اور دوسری بیوی کے بطن سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ مقتول ڈاکٹر مہدی دوسری بیوی کے بطن سے تھے۔ فرزند علی چودھری بڑے متمول آدمی تھے اور انھوں نے ترکے میں کافی جائیداد چھوڑی ہے۔ مقتول ڈاکٹر کے زیادہ تر اعزا و اقارب یورپ، کینیڈا اور امریکہ میں سٹیل ہیں۔ جبکہ تین سوتیلے بھائی چناب نگر میں ہی

رہائش پذیر ہیں۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق مقتول ڈاکٹر مہدی علی کا اپنے سوتیلے بھائیوں کے ہاں آنا جانا کافی عرصے سے ختم تھا۔ اس لیے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ یہ واردات کہیں جائیداد کے کسی خاندانی جھگڑے کا شاخسانہ نہ ہو۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق اس واردات کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو زیادہ قابل غور ہے۔ مقتول ڈاکٹر مہدی علی ایک روز پہلے ہی چناب نگر پہنچے تھے۔ اگلی صبح تقریباً پانچ بجے وہ اپنی اہلیہ، خواہر نسبتی اور تین کمسن بچوں کے ساتھ اپنے بزرگوں کی قبروں پر حاضری دینے کے لیے قادیانی قبرستان گئے، جو چناب نگر کے مین اسٹاپ پر لب سڑک سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ ذریعے کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جب ڈاکٹر مہدی علی اہلخانہ سمیت قبرستان سے باہر نکلے تو وہ نامعلوم افراد ہنڈا 125 موٹر سائیکل پر سوار ان کے پاس آ کر رکے۔ انھوں نے ڈاکٹر سے اس کا نام پوچھا۔ پھر ان کی اہلیہ، خواہر نسبتی اور بچوں سے بلند آواز میں کہا کہ تم لوگ تھوڑے پیچھے ہٹ جاؤ، بعد میں ہم سے گلہ نہ کرنا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ڈاکٹر مہدی علی پر فائرنگ کر دی۔ ذریعے کے مطابق یہ بات شک میں ڈالتی ہے کہ اگر قاتل صرف ایک قادیانی کو مذہبی مخالفت پر قتل کرنے آئے تھے تو پھر انھوں نے ڈاکٹر کے بیوی بچوں کو کیوں چھوڑ دیا۔ مذکورہ ذریعے کا کہنا ہے کہ اس واردات کا ایک اور قابل ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ قادیانی قبرستان برلب سڑک واقع ہے۔ جس وقت واردات ہوئی، اس وقت چناب نگر کے مقامی لوگ اپنے پیاروں کی قبروں پر حاضری کے لیے آ جا رہے ہوتے ہیں۔ چناب نگر تھانہ جائے واردات سے ۴ فٹ کے فاصلے پر ہے۔ جب کہ قاتلوں نے بڑے اطمینان سے کارروائی کی اور فرار ہو گئے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ تھانے میں موجود اہلکاروں سمیت اس وقت قرب و جوار میں موجود اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ انھوں نے گولی چلنے کی آواز نہیں سنی۔ مذکورہ ذریعے نے بتایا کہ قادیانی قبرستان کے صدر دروازے پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تعینات تین مسلح گن مین بھی ۲۴ گھنٹے ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔ مذکورہ واردات کے وقت وہ تینوں گن مین مرکزی دروازے پر کھڑے تھے۔ چونکہ آج کل مین گیٹ کچھ تعمیراتی کام ہونے کی وجہ سے بند ہے، قبرستان میں آمد و رفت کے لیے اس سے چند فٹ دور ایک عارضی دروازہ بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر مہدی علی اسی عارضی دروازے کے سامنے قتل کیے گئے۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جب قاتلوں نے ڈاکٹر مہدی علی پر فائرنگ کی تو تینوں مسلح گن مین قبرستان کے اندر بھاگ گئے تھے۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق اس واردات کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک دن پہلے پاکستان آئے تھے اور ان کے شیڈوں کے متعلق عام آدمی اتنا باخبر نہیں ہو سکتا۔ ان کے شیڈول اور پروگرام سے صرف جماعت احمدیہ مکمل طور پر باخبر تھی۔ مذکورہ ذریعے نے دعویٰ کیا کہ ڈاکٹر مہدی علی کے قتل میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امکان یہ ہے کہ ڈاکٹر کو امریکی نیشنیلٹی ہولڈر ہونے کی وجہ سے قتل کرایا گیا، تاکہ ایک ''امریکی شہری'' کے قتل کو کیش کروا کے قانون توہین رسالت کے خاتمے کے لیے امریکہ کی طرف سے حکومت پاکستان پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈلوایا جا سکے۔ ذریعے کے مطابق امکان ہے کہ مقتول ڈاکٹر مہدی علی کو یہاں دفن نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان کی ڈیڈ باڈی امریکہ بھجوائی جائے گی۔ اس حوالے سے جماعت احمدیہ کا موقف جاننے کے لیے جماعت کے ترجمان سلیم الدین کے موبائل نمبر اور لینڈ لائن نمبر پر بار بار رابطہ کیا گیا، لیکن ان کی جانب سے فون اٹینڈ نہیں کیا گیا۔ **(روزنامہ ''امّت'' کراچی، ۲۸ مئی ۲۰۱۴ء)**

ڈاکٹر ابرار احمد مغل

آزاد کشمیر میں دس قادیانی خاندانوں کا قبولِ اسلام

آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں ایک عرصے سے قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں باعثِ تشویش تھیں لیکن مشکل اور کٹھن حالات میں بے سروسامانی کے عالم میں چند نوجوانوں نے اس بات کا عزم کیا کہ ریاست کے مسلمانوں کے فتنۂ قادیانیت سے بچائیں گے اور قادیانیت کے ناسور سے اس دھرتی کو پاک کریں گے۔ الحمدللہ! تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کی محنت وکاوش سے ریاست بھر میں قادیانیت کی حقیقت عیاں ہو رہی ہے اور منکرینِ ختمِ نبوّت اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ قادیانی کفر عیاں ہونے پر قادیانیت کو چھوڑ کو اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز الحمدللہ اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ دو ماہ کے دوران ضلع کوٹلی کے صرف ایک گاؤں گوئی سینی کے دس خاندان قادینیت سے تائب ہو کر اسلام کے دامن میں آ گئے، جو اہلِ اسلام بالعموم اور ختمِ نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والے کارکنان کے لیے خوشی کا پیغام ہے۔ جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی علامت ہے، تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے کارکنان کی محنت سے الحمدللہ قادیانیت کا دجل وتلبیس پوری ریاست میں عیاں ہو رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ریاست کے چپے چپے کو قادیانیت کے ناپاک وجود سے پاک کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

امریکی ومغربی اور خصوصاً صہیونی قوتوں کی پشت پناہی کے باوجود قادینی مکروفریب اور دجل ودھو کا عیاں ہو رہا ہے اور جہاں جہاں قادیانیت پہنچی ہے وہاں تہاں علمائے ختمِ نبوّت اور ناموس رسالت کے مشن کے چوکیدار، ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے استعارے کے طور پر فرمایا تھا کہ اگر قادیانی چاند پر بھی چلے جائیں تو ہم وہاں بھی ان کا پیچھا کریں گے۔ ہم اس کی تعبیر یوں کریں گے کہ قادیانی آسمان کی بلندیوں اور زمین کی تہوں تک جہاں بھی چلے جائیں، ہمارا عزم ہے کہ ہم ہر جگہ ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ)

تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ ختمِ نبوّت کے محاذ کی جماعتیں، ادارے اور شخصیات مسلک ومکتب سے بالاتر ہو کر قادیانیت کے طریق کار بلکہ طریق واردات کا اچھی طرح مطالعہ کریں، سمجھیں اور جوابی ودعوتی اسلوب کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی پالیسیاں طے کریں، میڈیا اور انٹرنیشنل لابنگ جیسے محاذوں پر زیادہ توجہ اور کام کی ضرورت ہے۔ قادیانی سرگرمیوں کی وجہ سے آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی کی صورت حال انتہائی گھمبیر تھی، صرف اس ایک ضلع میں قادیانیوں کی ڈیڑھ درجن کے قریب ارتدادی اور کفریہ سرگرمیاں ایک عرصہ سے جاری ہیں۔ خصوصاً سرحدی علاقوں میں قادیانیوں کی یلغار زیادہ ہے اکثر سادہ لوح عوام لاعلمی اور قادیانی فتنے کو نہ سمجھتے ہوئے جہالت کی وجہ سے قادیانیت کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کی براہِ راست ذمہ داری مذہبی حلقے پر عائد ہوتی ہے، جنھوں نے عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ اور اس کی اہمیت سے عوام کو

آ گاہ ہی نہیں کیا۔ مذہبی راہنماء، علماء کرام و مشائخ عظام نے یہ سمجھ لیا کہ چالیس سال قبل اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد دوبارہ اس مسئلے سے عوام کو آگاہ کرنا ضروری نہیں۔ جب کہ قادیانیوں نے آج تک اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ دیدہ دلیری سے شعائرِ اسلام کو استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکا دے کر اُنھیں دین اسلام سے دور کر رہے ہیں، سادہ لوح عوام تو کیا اپنے آپ کو پڑھا لکھا کہنے والا طبقہ بھی قادیانیت کے کفریہ عقائد سے بے خبر ہے۔ تحریک کے زیرِ اہتمام گزشتہ مہینے میں ہونے والی کانفرنسوں میں بے شمار ایسے لوگ ملے جنھوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں آج پہلی مرتبہ عقیدۂ ختمِ نبوّت کی اہمیت اور قادیانی فتنے کے بارے میں معلومات ملیں۔ الحمدللہ ان اجتماعات اور تبلیغی کانفرنسوں نے عوام کے اندر ایک شعور بیدار کر دیا، تحریک تحفظ ختمِ نبوّت آزاد کشمیر کے علاوہ دیگر تنظیمات نے بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ محنت شروع کر دی جو باعث مسرت ہے۔

کوٹلی سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر مشرقی جانب کے نواحی سرحدی علاقہ گوئی (سینی محلّہ بقال) سے تعلق رکھنے والے دس خوش نصیب خاندانوں کو اللہ پاک نے قادیانیت کے جھوٹے مذہب سے تائب ہو کر قبولِ اسلام کی دولت سے نوازا، ان میں محمد امین ولد عیسیٰ خان، محمد الیاس ولد عیسیٰ خان، محمد ریاض ولد عیسیٰ خان، چودھری خضر حیات ولد اللہ دتہ، محمد فاروق ولد خضر حیات، محمد معروف ولد خضر حیات، چودھری موسیٰ خان ولد اللہ دتہ، چودھری غلام مصطفیٰ ولد دل پذیر، ساجد محمود ولد غلام مصطفیٰ، طلعت محمود ولد غلام مصطفیٰ کے نام شامل ہیں، ان افراد نے اپنے خاندانوں بیوی، بچوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔ ان میں محمد الیاس ولد عیسیٰ خان قادیانی جماعت کے (شعبہ وقف جدید) سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔

قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہونے والے دس خاندانوں کے قبول اسلام پر تمام مسلمانوں میں خوشی کی لہر پیدا ہو گئی۔ نومسلموں کو مبارک باد پیش کرنے کے لیے ۲۷/ مارچ ۲۰۱۴ء کو تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کے ایک وفد نے اس علاقہ کا خصوصی دورہ کیا، اس وفد میں تحریک کے رہنماؤں علامہ عبدالخالق نقشبندی، ندائے ختمِ نبوّت کے مدیر مسئول محمد مقصود کشمیری، علامہ عبدالغفور تابانی کے ہمراہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور کے رضاعی بھتیجے نومسلم حاجی شمس الدین بھی شریک تھے۔ تتہ پانی سے تحفظِ ختمِ نبوّت کے ایک بے لوث مجاہد صوبیدار (ر) نذیر بھی ہمراہ ہو گئے۔ گوئی کے علاقہ سینی میں جب تحریک کا وفد پہنچا تو علاقہ میں نومسلم خاندانوں نے تحریک کے وفد کو خوش آمدید کہا اور قادیانی جماعت کے موجود سربراہ مرزا مسرور احمد کے رضاعی بھتیجے نومسلم حاجی شمس الدین کا شاندار استقبال کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے، اس موقع پر معززین علاقہ اور سیاسی رہنما، نمبردار بشیر بھی موجود تھے۔ تحریک کے وفد کے ہمراہ حاجی شمس الدین کے اس علاقہ میں جانے سے نو مسلموں کی حوصلہ افزائی ہوئی، اس موقع پر سابق قادیانی نومسلم حاجی شمس الدین نے قادیانیت ترک کرنے کی وجوہات اور اپنی کارگزاری سناتے ہوئے نومسلموں کو قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کے دامن میں داخل ہونے پر خصوصی مبارک باد دی اور کہا

کہ آج ہم نعمت اسلام پر جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ہم نے اپنی گزشتہ زندگی کفر میں گزاری جس مذہب کو ہم اسلام سمجھتے رہے وہ کفر اور دجل ہے، مرزا قادیانی کی کتب کفریہ عبارات اور انبیاء علیہم السلام کی توہین آمیز جملوں سے بھری ہیں، حاجی شمس الدین نے اس موقع پر موجود تمام لوگوں کو مرزا قادیانی کی اصل کتب سے کفریہ عبارات اور انبیاء علیہم السلام کی توہین اور انکارِ ختمِ نبوّت کے دعوے دکھائے، جس پر تمام لوگ ششدر رہ گئے اور کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کرتے رہے۔حاجی شمس الدین نے تمام نَومسلموں سے کہا کہ وہ اب اپنی بقیہ زندگی تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے وقف کر دیں، جس طرح کفر میں رہ کر ہم جھوٹے مذہب کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف کام کرتے رہے اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کا ڈنکا بجائیں اور قادیانیت کا کفرو دجل پوری اُمّت پر واضح کریں۔سینی سے تعلق رکھنے والے تمام نومسلموں نے عزم کیا کہ آج کے بعد ہم اپنی بقیہ زندگی تحفظ ناموس رسالت کے لیے گزاریں گے، جس کے بعد حاجی شمس الدین کی معیت میں تحریک کے وفد نے قادیانی جماعت کے ارتدادی مرکز سے تقریباً ۲۰۰ گز کے فاصلے پر نومسلم خاندان کی جانب سے مسجد کی تعمیر کے لیے وقف کردہ زمین پر مسجد خاتم النبیین و مرکز ختمِ نبوّت کے لیے جگہ کی نشاندہی کر کے دعا کی (جس کی تعمیر کا کام جلد شروع ہو جائے گا مخیّر اور صاحب ثروت احباب سے اس کارِ خیر میں تعاون کی اپیل ہے) اللہ پاک نے کفر گڑھ میں اسلام کا مرکز قائم کر دیا۔ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں جب یہی مرکز تمام قادیانیوں کے لیے ہدایت کا باعث بنے گا، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام و مشائخ عظام عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اپنے اپنے علاقوں میں ختمِ نبوّت اجتماعات منعقد کریں۔ (سہ ماہی: ندائے ختمِ نبوّت، آزاد کشمیر، اپریل تا جون ۲۰۱۴ء)

ملتان میں عبدالرحمٰن سندھو اور محمد بلال کا قادیانیت سے تائب ہو کر قبول اسلام

7 / جون، جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد ختم نبوت دارِ بنی ہاشم میں سہ روزہ ختم نبوت کورس کے آغاز پر دو قادیانیوں عبدالرحمٰن اور محمد بلال نے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا اور سید محمد کفیل بخاری کے ہاتھ پر کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔اُن کے قبول اسلام میں بھائی قاری محمد آصف کی تبلیغی محنت کو بڑا دخل ہے۔ بھائی عبد الرحمٰن اور بھائی محمد بلال نے اپنے بیان میں کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھ کر ان پر قادیانیت کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ قادیانیت اسلام کے مقابلے میں مکمل کفریہ نظام ہے۔قادیانیت کی اپنی کوئی بنیاد نہیں، اس کی پشت پر یہود و نصاریٰ کا مکمل ہاتھ ہے۔انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی خود اپنی تحریروں میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔اس کے تمام دعوے اور پیشگوئیاں غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں۔عبدالرحمٰن اور محمد بلال نے کہا کہ ہم شعوری طور پر تحقیق کر کے مسلمان ہوئے ہیں۔ہمارے مسلمان بھائی قادیانیوں کے دجل، دھوکہ اور فراڈ سے بچیں ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

نوٹ: بھائی عبدالرحمٰن سندھو اور بھائی محمد بلال کے مرزا مسرور کے نام کھلے خطوط آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

○ **نام کتاب: قرآنِ حکیم ایک طالبِ ہدایت کی نظر میں   مصنّف: پروفیسر محمد اقبال جاوید   قیمت: ۱۰۰ روپے**

ملنے کا پتہ: بابِ حرم حج عمرہ سروسز، ۴۶-سی، جناح سٹیڈیم کچہری روڈ گوجرانوالہ۔ فون: 055-3840005

جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید اپنے موقر علمی وادبی مضامین وتصنیفات کی وجہ سے معروف ہیں۔ بطلِ احرار حضرت آغا شورش کاشمیری کے اخلاص وکردار، جہد وعمل، بے باکی وحق پژوہی اور اسلوبِ نگارش سے اُنھیں والہانہ وابستگی ہے جس کا اثر اُن کی نوشتہ تحریروں میں بھی جھلکتا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید کے متعلق جناب مصنف کے تاثرات کا مجموعہ ہے جن کو انتہائی خوبصورت لب ولہجے میں چھوٹے چھوٹے جملوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

''قرآنِ کریم ایک روشن دلیل ہے جسے کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ اسے تسلیم نہ کرنا ثبوت ہے اس امر کا کہ ناظر کی نظر ناقص ہے۔

قرآنِ کریم وہ دیوار ہے، جس کے سائے میں ہر آبلہ پا ستا سکتا اور جس کے ساتھ ہر دُکھتی ہوئی کمر ٹیک لگا سکتی ہے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت، صاحبِ قرآن ﷺ سے تعلقِ خاطر کے بغیر دلوں کا نور نہیں بنتی۔

قرآنِ کریم صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا تذکرہ محبت بھری شان کے ساتھ کرتا ہے، ہم اللہ کی رضا جوئی کے لیے ترس ترس رہے ہیں جبکہ صحابہ کے لیے خود محبوب اپنی چاہت وقف کیے ہوئے ہے۔''

سچے اور صاحبِ ایمان دل سے نکلنے والے ایسے بہت سے دل پر اثر کرنے والے تاثرات سے مزین ۸۸ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ ظاہری طور پر بھی دیدہ زیب طباعتی خوبیوں سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

○ **نام کتاب: بیسویں صدی کے قرآن نمبر (۱۹۳۳ء تا ۲۰۰۰ء) تحقیق وتعارف: پروفیسر محمد اقبال جاوید**

ضخامت: ۳۸۰ صفحات   قیمت: ۴۰۰ روپے   ملنے کا پتہ: بابِ حرم حج عمرہ سروسز، ۴۶-سی، جناح سٹیڈیم کچہری روڈ گوجرانوالہ

قرآن پاک، اللہ کریم جل جلالہ کے اپنی مخلوق سے پرحکمت وجلال خطاب کا آخری نسخہ ہے۔ خاتم المعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی اس باعظمت وتمجید کتاب کو اللہ تعالیٰ نے سرمدی طور پر فلاح وفوز کی ہدایت کا اکلوتا نسخہ بنایا ہے۔ اب تا قیامت نجات پانے کا کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے۔

اردو رسائل وجرائد کی تاریخ میں ایک خوبصورت یاد، وہ خاص شمارے ہیں جن میں قرآن مجید کو مرکز بنا کر شعرو

نثر میں رنگ ہا رنگ پیرائے اختیار کر کے گفتگو کی گئی ہے۔ ۷۳ برس پر مشتمل اس طویل عرصے میں اردو زبان کے سبھی نامور لکھنے والوں کی کاوشوں کا حصہ ہے۔ ان قرآن نمبروں میں علوم و معارف کے عالی شان خزانے یکجا ہوئے لیکن اپنے اپنے دورانیے کے بعد ناظرین کی حدِ نگاہ سے اوجھل ہو گئے۔ فاضل محقق کا یہ وقیع علمی و تحقیقی کارنامہ انھی عظیم المرتبت معارف و عوارف کی بازیابی اور بازنمائی ہے۔

فاضل محقق اس موضوع پر اس سے پہلے بھی دادِ تحقیق دے چکے ہیں۔ لیکن اس بار اُن کا کام پہلے سے زیادہ محیط و جامع اور مرتب و مدون شکل میں ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں ۱۰۱ خصوصی شماروں کا تذکرہ کرتے ہوئے اُن میں سے قابلِ ذکر اشاعتوں کا تعارفی اور تاثراتی جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز اِن شماروں میں سے بڑی تعداد میں (۳۹۰) اہم نثری و شعری اقتباسات بھی شاملِ کتاب کیے گئے ہیں۔ لاریب اتنا بڑا علمی و تحقیقی کارنامہ سرانجام دینا قرآن کریم اور اس کے مہبطِ انور، حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ فاضل محقق لائقِ رشک ہیں، اللہ تعالیٰ اجرِ جزیل عطا فرمائیں۔

عمدہ کاغذ مضبوط جلد بندی اور روشن کتابت سے آراستہ اس کتاب کو شائع بھی صاحبِ کتاب نے خود کیا ہے۔ محبانِ قرآن، اردو کی دینی صحافت کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں اور علوم و معارف دینیہ کے طالبعلموں کے لیے یہ کتاب انتہائی قیمتی سرمایہ ہوگی۔

○ نام کتاب: ماہنامہ ''الحق'' وفیات نمبر (مولانا محمد ابراہیم فانی نمبر) مدیر مسئول: مولانا سمیع الحق

ضخامت: ۳۰۰ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا)

ماہنامہ ''الحق'' کا شمار پاکستان کے موقر جرائد میں ہوتا ہے۔ وطن عزیز کی عہد ساز درس گاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ترجمان دینی صحافت میں ایک روشن تاریخ اور زریں روایات کا حامل مجلّہ ہے۔ گرامی قدر مولانا سمیع الحق مدظلہ کی نگرانی اور مولانا راشد الحق سمیع کی ادارت میں نکلنے والے اس مجلّے کو معاصر دینی رسالوں میں اہم مقام حاصل ہے۔

زیرِ نظر شمارہ دو فقید المثال ہستیوں (مولانا محمد ابراہیم فانی اور مولانا رحیم اللہ باچا صاحب رحمہما اللہ) کی یادوں یادگاروں کے دلنشیں تذکروں پر مشتمل خاص نمبر ہے۔ مولانا محمد ابراہیم فانی مرحوم و مغفور دارالعلوم میں استاذ الحدیث کے منصبِ عالی پر فائز تھے لیکن دینی مجلسوں کے قارئین کے لیے اُن کے تعارف اُن کی شاعری کی وجہ سے تھا۔ مولانا اپنے شعری مزاج میں بدیہہ گوئی اور راست فکری کے حوالوں سے ممتاز تھے۔ اسی طرح پیرِ طریقت مولانا رحیم اللہ باچا صاحب میدان سلوک و عرفان کے معروف شاہسوار تھے۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی ایسی روشن سیرت ہستیوں کا تذکرہ پڑھ کر امتِ مسلمہ کی زرخیزی پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن بزرگوں کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھیں **(مبصر: صبیح ہمدانی)**

**○ نام کتاب: اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں		مرتب: حکیم محمد طارق محمود چغتائی**

ضخامت: ۲۸۴ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے		ناشر: دفتر ماہنامہ عبقری 78/3 عبقری اسٹریٹ مزنگ، لاہور

دین اسلام نے مکمل زندگی گزارنے کے اصول وضوابط وضاحت کے ساتھ بیان کردیے ہیں۔ مومنین اہلِ سنت، خاص طور پر علمائے کرام کا یہ امتیازی وصف رہا ہے کہ وہ آپس کے تعلقات میں خندہ پیشانی، انس ومودت اور حسنِ ظن اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت فروع میں برداشت اور باہمی رواداری اسلامی جماعتوں کے لیے انتہائی مطلوب وصف ہے۔ خصوصاً دعوت وارشاد کے میدان میں کام کرنے والے افراد اور حلقوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبت اور حسن ظن پر مبنی رواداری کو بہر صورت ملحوظ رکھیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ دعوت دین کی مہلت تیزی سے ختم ہو رہی ہے، ہوش مند قیادت کی بات ہو یا محنتی وباشعور کارکنان کی، ہر سمت قحط الرجال کا عالم ہے۔

اتحاد اور آپس کے تعلقات میں رواداری کے رویوں کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکیم طارق محمود چغتائی نے زیرِ نظر کتاب ترتیب دی ہے۔ حکیم صاحب سیّال قلم لکھاری اور کثیر تعداد میں کتب کے مرتب ومصنف ہیں۔ صاحبِ کتاب نے ماضی قریب کے اہل علم میں موجود باہمی تعلقات کے محاسن کو تازہ کرنے کی غرض سے اس کتاب میں بطورِ خاص علماء اہلِ حدیث کی رواداریوں کو ذکر کیا ہے اور دیگر علماء سے ان کے تعلق کی محبت والفت کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔

کتاب میں بہت سے ایسے واقعات باحوالہ تحریر کیے گئے ہیں جو احناف اور اور عامل بالحدیث علماء کے آپس میں تعلق اور محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرتب کی اس کاوش کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور ہم سب کے دلوں کو آپس میں جوڑ کر قرونِ اولیٰ کے مقدس مسلمانوں کی سی عملی وروحانی برکتوں سے مالا مال فرمائیں۔

**○ نام کتاب: علماء اہل حدیث کے آزمودہ عملیات		مرتب: حکیم محمد طارق محمود چغتائی**

ضخامت: ۳۴۰ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے		ناشر: دفتر ماہنامہ عبقری 78/3 عبقری اسٹریٹ مزنگ، لاہور

جادو ٹونا اور سحر آسیب کی ناپاکیاں آج کل بہت زیادہ رواج میں ہیں۔ جن کے نتیجے میں ابتلاء، آزمائش، پریشانی، تکلیف، بیماری، غمگینی اور بدحالی کی حالتیں درپیش ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور تکلیفوں کے علاج کی مختلف تدابیر اہلِ فن کے ہاں معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کے انفاس کی برکت سے ان امراض سے نجات ملتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں مسلکِ اہل حدیث سے وابستہ عامل حضرات کی بیاضوں سے ماخوذ عملیات اکٹھے کیے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ ان عملیات کی شرعی اور ماثور حیثیت کے بارے میں اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لیے راسخ العلم علماء سے ہی استفادہ کیا جانا چاہیے اور علماء کی نگرانی کے بغیر بذاتِ خود ایسی کتابوں سے اخذ واکتساب میں احتیاط کرنی چاہیے۔

(مبصر: مولوی حافظ اخلاق احمد)

ادارہ

اخبار الاحرار

سید محمد کفیل بخاری کا ضلع چکوال میں یوم معاویہ کے اجتماعات سے خطاب

تلہ گنگ (23 / مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری نے جامع مسجد ابوبکر صدیق میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دفاعِ صحابہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ ناموس صحابہ کے تحفظ سے لاپروائی کرنے والے حکمرانوں نے اگر اپنے فرائض منصبی کا احساس نہ کیا تو کوئی بھی قوت انہیں قدرت کے غیظ وغضب سے نہ بچا سکے گی۔ سید محمد کفیل بخاری نے اپنے دوروزہ تبلیغی دورہ میں تلہ گنگ، چکڑالہ، پنڈی گھیپ اور فتح جنگ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الیکٹرانک میڈیا سے صحابہ کرام اور خانوادۂ نبوت کی توہین کا ارتکاب ایک شعوری اشتعال انگیزی اور نا قابل معافی جرم ہے۔ حکومت کی ایسے مجرموں کی مسلسل پشت پناہی کیے جانے کی وجہ سے پوری ملت اسلامیہ میں اضطراب اور غم وغصہ کی فضا طاری ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام دین اسلام کی عمارت کے اہم ستون ہیں۔ ان نفوس قدسیہ سے محبت ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جب تک قانون توہین رسالت کی طرح توہین صحابہ کے مرتکبین کی گوشمالی کے لیے قانون سازی نہیں کی جائے گی۔ ایسے دل آزار اور اشتعال انگیز واقعات سے ملک میں انتشار اور انارکی پھیلتی رہے گی اور لوگ قانون کو ہاتھ میں لے کر مجرموں کو خود کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے میدان میں نکلتے رہیں گے۔ سید محمد کفیل بخاری نے خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت وکردار اور کارناموں پر تمام اجتماعات میں تفصیل سے خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ حکمران اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور ملک میں روز افزوں بدامنی، مہنگائی، قتل وغارت اور معاشی تفریق کا سدباب کر کے قوم کو امن وسکون کا تحفہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ بدامنی اور انارکی میں قادیانی دہشت گردوں کے خفیہ کارفرما ہاتھ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ملکی سرحدوں کے ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی وقت کا ناگزیر تقاضا ہے۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر ایک تقریر کے حوالے سے قائم مقدمہ پر احتجاج

چیچہ وطنی (30 / مئی) انجمن تحفظ حقوق شہریاں چیچہ وطنی کے سرپرست اعلیٰ شیخ عبدالغنی نے تحریک ختم نبوت کے ممتاز رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ پر ٹوبہ ٹیک سنگھ پولیس کی طرف سے سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے حوالے سے ایک تقریر پر 16۔ ایم پی او کے تحت مقدمہ درج کرنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک ایسے رہنما پر مقدمے کا اندراج جو پرُامن طور پر تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس صحابہ کے محاذ پر مثبت سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں صریحاً جانبداری کا مظہر ہے وہ گزشتہ روز ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے، جس میں قاری محمد قاسم، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، محمد صفدر چودھری، چودھری محمد اشرف، سردار محمد نسیم ڈوگر، افتخار احمد نمبردار، قاضی بشیر احمد،

شیخ محمد معین، محمود احمد محمود، قاضی عبدالقدیر، ملک محمد آصف اور دیگر نے شرکت کی۔ شیخ عبدالغنی نے کہا کہ یہ اجلاس عبداللطیف خالد چیمہ کی طویل دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے جہدِ مسلسل کے ذریعے اکابر احرار اور اہل حق کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے پنجاب حکومت اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سرکاری انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ عبداللطیف خالد چیمہ پر قائم مقدمہ بلا تاخیر واپس لیا جائے، علاوہ ازیں تحریک طلباء اسلام کے کارکنوں کا ایک اجلاس ملک محمد آصف مجید کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان بائیکاٹ مہم کے حوالے سے بریفنگ دی گئی اجلاس میں محمد معاویہ شریف، محمد یوسف شریف، محمد احسن، حافظ بلال حبیب نے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ پر ٹوبہ ٹیک سنگھ پولیس کی طرف سے مقدمہ درج کرنے پر احتجاج کیا اور مقدمہ واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ اجلاس میں دارالعلوم دیوبند کے یومِ تاسیس کے حوالے سے تحریک علماء دیوبند کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر عقیدۂ توحید بھی بے معنی ہے

قادیانی، مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دھوکہ دے رہے ہیں (قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (8 / جون 2014ء) شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام بیک وقت دو مقامات پر سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوئے دارِ بنی ہاشم اور مسجد الخلیل وہاڑی روڈ پر مدرسین و مبلغین ختم نبوت نے عوام کو عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی عقائد پر لیکچرز دیے۔ آخری روز دارِ بنی ہاشم میں کورس کی مشترکہ کلاس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد اور مرکز وحدتِ امت ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر عقیدۂ توحید بھی بے معنی ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ اور انہیں قادیانیت سمیت تمام فتنوں سے بچانا مسلمانوں پر فرض ہے۔ مجلس احرار اسلام، تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد جاری رکھے گی۔

مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے شرکاء کورس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے۔ قادیانیت کی دھوکہ دہی کے پردے چاک ہو رہے ہیں اور قادیانی مسلمان ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی طاغوت امریکہ و برطانیہ کی طرف سے قادیانیوں کی حمایت اور انہیں مسلمان قرار دلوانے کی کوشش قادیانیوں کے تعارف اور انہیں سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قانونِ امتناع قادیانیت پر مؤثر عمل درآمد کرائے اور ارتداد کی تبلیغ کا راستہ بند کرے۔

ختم نبوت کورس سے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت احرار اسلام کے مبلغین مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر) مولانا تنویر الحسن اور مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے بھی خطاب کیا۔ کورس کے اختتام پر مرزا قادیانی کی زندگی اور اس کے باطل مذہب پر نہایت مؤثر اور مدلل ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔ اس سے قبل ناظم ختم نبوت کورس سید عطاء المنان بخاری نے مجلس احرار اسلام کا تعارف، نصب العین اور اہداف پیش کیے۔ سامعین و ناظرین کی ایک بڑی تعداد کورس میں

شریک ہوئی سید عطاء المنان بخاری نے بتلایا کہ اس طرح کے شارٹ کورسز مختلف شہروں میں منعقد کیے جارہے ہیں جب کہ روزانہ درسِ ختم نبوت کا سلسلہ بھی عنقریب شروع کیا جارہا ہے۔

دینی مجلّہ ''معارفِ اسلام'' کی تقریبِ رونمائی

چیچہ وطنی (12/جون) چیچہ وطنی سے قاضی عبدالقدیر کی زیرادارت شائع ہونے والے دینی مجلّہ ''معارفِ اسلام'' کی تقریب رونمائی دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں منعقد ہوئی، تقریب کے مہمان خصوصی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی سامراج کے غلبے کے اس دور میں دینی رسائل وجرائد کی اہمیت بڑھ گئی ہے، دینی رسائل دینی شعور پیدا کرنے کے لیے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحافت کے ذریعے دینی اور مزاحمتی تحریکوں کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ خالص صحافتی مزاج پیدا کرکے عالمی جبر کا راستہ روکنے کے لیے کردار ادا کریں۔ تقریب سے قاضی ذیشان آفتاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ میڈیا کا دور ہے اور ہمیں میڈیا کے محاذ پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ تقریب میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت حکیم حافظ محمد قاسم نے حاصل کی۔ جبکہ مولانا عبیدالرحمٰن، مولانا منظور احمد، قاضی بشیر احمد، رانا قمرالاسلام، قاری محمد صفدر، محمد فیاض مان، شاہد حمید، حافظ محمد سلیم شاہ، حافظ محمد کاشف، ماسٹر محمد عباس، بھائی محمد رمضان جلوی اور دیگر حضرات نے شرکت کی شرکاء تقریب نے قاضی عبدالقدیر کو محدود وسائل کے باوجود چیچہ وطنی سے معارفِ اسلام نامی مجلّے کے اجراء پر مبارکباد دی اور مجلّہ کی کامیابی کے لیے دعا کی، تقریب مولانا منظور احمد خطیب مرکزی مسجد عثمانیہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مرکز احرار تلہ گنگ میں

تلہ گنگ (16/جون) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی مفاہمت قبول نہیں کریں گے، بلکہ مشترکہ دینی پلیٹ فارم سے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا جائے گا اور بہت جلد منکرین ختم نبوت اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر رہیں گے۔ وہ مجلس احرار اسلام کے مرکز مسجد سیدنا ابوبکر صدیق تلہ گنگ کے دورہ کے دوران ایک اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور اس کے بزرگوں نے برصغیر میں عوامی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے لیے اولین تاریخی جدوجہد کی۔ انہوں نے تمام مکاتب فکر کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے واحد نکاتی ایجنڈہ پر اکٹھا کیا اور بے مثال جہاد کیا۔ جس کے نتیجہ میں آج قادیانی نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام تنظیمیں مجلس احرار اسلام ہی کی فیض یافتہ ہیں اور اکابر احرار ہی کے مشن یعنی تحفظ ختم نبوت کی علمبردار ہیں۔ ہم مشترکہ جدوجہد سے ہی قادیانیت کے وجود پر کاری ضرب لگائیں گے اور پوری دنیا میں ختم نبوت کا پیغام پہچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے پاکستان میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو ملکی دستور میں دیئے گئے حقوق کے مطابق ملازمتوں میں حصہ دیا جائے اور کلیدی آسامیوں پر اُن کی غیر آئینی تعیناتی کا سدباب کیا جائے۔ انہوں

نے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اوران کے توہین رسالت پر مبنی لٹریچر پر پابندی عائد کرنے کی بھی اپیل کی۔ بعدازاں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے اگلے روز مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد عمر فاروق سے اُن کی اقامت گاہ پر ملاقات کی اور تحریک تحفظ ختم نبوت سمیت مختلف امور پر تبادلۂ خیال بھی کیا۔اس موقع پر سابق قادیانی رہنما طاہر بشیر، قاضی محمد یعقوب اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی مبلغ مولانا تنویر الحسن بھی موجود تھے۔

دفتر احرار لاہور میں روزانہ ''تعلیم الاسلام'' اور ہفتہ وار سٹڈی سرکل کا قیام

لاہور(17رجون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو کیا پسند تھا اور کیا نہیں پسند تھا اسی کا نام سیرت ہے سیرۃ الرسول ﷺ پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔وہ گزشتہ روز دفتر مرکز یہ احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں روزانہ کی بنیاد پر تعلیم الاسلام اور ہفتہ وار سٹڈی سرکل کے افتتاح کے موقع پر شرکاء سے خطاب کررہے تھے۔انہوں نے کہا کہ توحید و ختم نبوت اور اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور اکابر احرار کا ماضی عالمی استعمار کی مخالفت اور تحفظ ختم نبوت کے فریضے کی ادائیگی سے عبارت ہے۔انہوں نے کہا کہ قیام ملک سے اب تک پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے راستے میں عالمی استعمار اور اس کے پاکستانی ایجنٹ مسلسل رکاوٹیں ڈال رہے ہیں لیکن ملک کے قیام کے اصل مقصد اسلامی نظام کے نفاذ یا خلافت کے قیام کے بغیر ہمارے مسائل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔انہوں نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ جذباتی نعروں کی بجائے عملی پیشرفت کی طرف آگے بڑھیں اور تربیتی کورسز اور سٹڈی سرکلز قائم کر کے نظریاتی اور فکری طور پر اپنے آپ کو مضبوط بنائیں۔انہوں نے کہا کہ سودی معیشت نے ملک کا دیوالیہ کر دیا ہے اس نحوست سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہئے اور غیر سودی تجارت کو فروغ دینا چاہئے۔قبل ازیں ممتاز ماہر تعلیم مولانا جہانگیر محمود چیئرمین سوسائٹی آف ایجوکیشنل ریسرچ نے دفتر احرار میں عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

سانحۂ لاہور، لال مسجد کے قاتلوں کو ان کے منطقی انجام تک نہ پہنچانے کا نتیجہ ہے (میاں محمد اویس)

لاہور(18رجون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے سانحہ لاہور پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکمرانوں نے جبر و تشدد، قتل و غارت گری اور فسطائیت کی انتہا کر دی ہے یوں لگتا ہے جیسے حکمرانوں کو اپنے اقتدار کے سوا کسی بات سے کوئی سروکار نہیں۔انہوں نے کہا کہ عورتوں سمیت بے گناہ انسانوں پر سفاکیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔علاوہ ازیں تحریک طلباء اسلام پاکستان کے کنوینر محمد قاسم چیمہ، قاضی حارث علی، ثاقب افتخار، محمد عثمان، حافظ ابوبکر اور محمد وقاص نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اگر لال مسجد میں معصوم جانوں کے قاتلوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے اور ان کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا دیا جاتا تو لاہور میں خون کے پیاسوں کو یہ جرأت نہ ہوتی۔تحریک طلباء اسلام کے رہنماؤں نے کہا کہ بے گناہ انسان کسی طرف سے بھی مارا جائے وہ ظلم ہے اور ظلم کے دن آخر تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اگر پرویز مشرف بیرون ملک فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری شریف برادران پر ہوگی۔

لاشوں کی سیاست کرنے والوں نے ملک کو نازک دوراہے پر کھڑا کردیا ہے (ڈاکٹر احمد علی سراج)

تلہ گنگ (23؍جون) انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا ہے کہ کردار کی تبدیلی کے بغیر انقلاب کا تصور ہی ناممکن ہے۔ جب تک قیادت صالح اور باکردار نہیں ہوگی، کسی بھی تبدیلی کی امید کرنا محض دیوانے کا خواب ہے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد عمر فاروق کی قیام گاہ پر صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا کہ سانحۂ لاہور میں انسانی جانوں کا ضیاع انتہائی قابل مذمت اقدام تھا،مگر لاشوں کی سیاست کرنے والوں نے ملک کو انتہائی نازک دوراہے پر کھڑا کردیا ہے۔ یہ ان کی بصیرت کا امتحان ہے۔انہوں نے واضح کیا کہ ملک کی سلامتی واستحکام کو داؤ پر لگانے اور بیرونی طاقتوں کی خواہش پر ملک کو خانہ جنگی کا نشانہ نہیں بننے دیا جائے گا۔انہوں نے اس نازک گھڑی میں تمام دینی قوتوں کو اسلام اور پاکستان کے تحفظ کے یک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔تاکہ پوری قوت کے ساتھ لبرل، سیکولر اور فتنہ پرور لابی کا راستہ روکا جاسکے۔ڈاکٹر احمد علی سراج نے بتایا کہ مجلس احرار اسلام اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مشترکہ پلیٹ فارم سے ملک اور بیرون ملک تحفظ ختم نبوت کے کام کو جدید انداز میں آگے بڑھانے پر ابتدائی مشاورت ہوچکی ہے۔رمضان المبارک کے بعد تحریک ختم نبوت کو از سرِ نو منظّم کیا جائے گا اور منکرین ختم نبوت کی ارتدادی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے مزید بہتر منصوبہ بندی کی جائے گی۔

حکمرانوں کو ناشکری اور بدعہدی کی سزا مل کر رہے گی (عبداللطیف خالد چیمہ)

فیصل آباد (23 جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف اور شہباز شریف کا تیسرا دورِ حکومت اللہ کی طرف سے مہلت تھی جسے میاں برادران اور مسلم لیگ ن نے مکمل طور پر ضائع کردیا۔ یہ ناشکری کی انتہا ہے، بدعہدی کی سزا ان کو مل کر رہے گی۔صحافیوں سے گفتگو میں انہوں نے کہا کہ وعدوں کے باوجود سود اور سودی نظام معیشت کو جاری رکھ کر موجودہ حکمرانوں نے اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کو جاری رکھا ہوا ہے اور یہ عمل قیام ملک کے اصل مقصد ''نفاذ اسلام'' اور ''فلاحی ریاست'' کے قیام سے انحراف نہیں غداری ہے جس کی سزا بھگتنے کا وقت بھی اب قریب آچکا ہے کہ حکمرانوں کا اقتدار ایک ایسے بھنور میں پھنستا جارہا ہے جس سے نکلنے کے راستے مسدود ہوچکے ہیں۔انہوں نے کہا کہ شہداء لال مسجد کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور پرویز مشرف کو جن عدالتوں نے بری الذمہ قرار دیا ہے وہ یاد رکھیں کہ مرنے کے بعد ایک ایسی عدالت بھی لگے گی جہاں فیصلے کرنے والی قوت کو ''فرضی'' گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔انہوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ سچے دل سے توبہ کرلی جائے حکومت ظلم سے ہاتھ روکے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور سے بری الذمہ ہونے کی رٹ لگانے کی بجائے اپنے جرم کو تسلیم کرے ورنہ خدا کے ہاں اپنا جوب سوچ لیا جائے۔

عبداللطیف خالد چیمہ کا تین روزہ دورۂ لاہور

لاہور (رپورٹ: قاری محمد قاسم) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ 13؍جون جمعۃ

المبارک کو صبح لاہور پہنچے اور پہنچتے ہی تنظیمی و تحریکی سرگرمیاں شروع کر دیں، انہوں نے جامع مسجد ختم نبوت چندرائے روڈ ریس کورس ٹاؤن لاہور میں خطبۂ جمعہ دیا اور شعبان و شب برأت کے موضوع پر خطاب کیا، شام تک دفتر مرکزیہ میں مصروف رہے اور بعد نماز مغرب جامع مسجد کُبریٰ سمن آباد میں ''تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام اور مولانا مخدوم منظور احمد اور مولانا مخدوم عاصم کی میزبانی میں اس اجتماع سے مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان اور دیگر حضرات نے خطاب کیا، رات کو روزنامہ ''اُمت'' کے سینئر صحافی منصور اصغر راجہ ان سے ملاقات کے لیے دفتر تشریف لائے، سب حضرات نے میاں محمد اویس کی ضیافت میں شرکت کی۔ 14/ جون کو جماعتی مصروفیت کے بعد وہ جمعیت طلباء اسلام اور جناب ظہیر الدین بابر، غازی الدین بابر اور محمد نوید ارشد کی میزبانی میں جامعۃ القدسیہ میں لیڈر شپ مینجمنٹ کورس میں تحریک ختم نبوت۔ مدارج اور نتائج کے عنوان پر لیکچر دیا بعدازاں شرکاء کورس کے سوالات کے جوابات دیئے، انہوں نے اس امر پر نہایت خوشی کا اظہار کیا کہ ملک بھر کے سنجیدہ حلقوں میں تعلیمی و تربیتی کورسز کا دائرہ بڑھ رہا ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ انہوں نے شرکاء کورس پر زور دیا کہ وہ جذباتی نعروں کی بجائے جستجو اور تحقیق، علم و حکمت اور میڈیا و لابنگ اور ذہن سازی کے میدانوں کو سنبھالیں تاکہ آنے والے وقت میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جنگ منظّم کی جا سکے۔ 15/ جون اتوار کو صبح نو بجے ممتاز ماہر تعلیم جناب مولانا جہانگیر محمود (چیئر مین سوسائیٹی آف ایجوکیشنل ریسرچ پاکستان) ملاقات کے لیے دفتر تشریف لائے اور تعلیمی و تحقیقی امور پر مفید مشاورت ہوئی۔ اس روز دن بھر مختلف احباب ملاقات کے لیے دفتر آتے رہے۔ دفتر مرکزیہ میں ان کی نگرانی میں روزانہ کی بنیاد پر بعد نماز عصر تعلیم اور تذکرہ تاریخ احرار اور ہفتہ وار سٹڈی سرکل کا فیصلہ بھی ہوا چنانچہ بعد نماز عصر جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک تذکرے سے تعلیم کا آغاز کیا۔ اس موقع پر جناب میاں محمد اویس، جناب محمد آصف اور جناب قاری غلام حسین کے علاوہ دیگر احباب اور مدرسہ معمورہ کے طلباء بھی موجود تھے بعدازاں وہ چیچہ وطنی عازمِ سفر ہوئے۔ حافظ محمد سلیم شاہ اس سارے سفر میں ان کے ہمراہ رہے۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے ساتھ ایک سفر!

چیچہ وطنی (قاضی ذیشان آفتاب) 23/ مئی کو جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا تو پولیس تھانہ سٹی نے ان پر اور جناب حافظ محمد اسماعیل (خطیب مسجد معاویہ) پر 16۔ ایم پی او کے تحت مقدمہ درج کر لیا، 27/ مئی کو انہوں نے اپنے وکیل جناب میاں عبدالباسط کے ذریعے درخواست ضمانت قبل از گرفتاری دائر کی جس کی توثیق کے لیے وہ 6/ جون کو ٹوبہ ٹیک سنگھ گئے لیکن محترم جج صاحب نے 17/ جون کی تاریخ دے دی بعدازاں جامع مسجد قادری اسلام پورہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انہوں نے ''تحفظ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت'' پر خطبۂ جمعہ دیا اور علماء کرام کی ایک نشست و ضیافت میں شرکت کی۔ 17/ جون کو جناب رانا قمر الاسلام اور راقم الحروف سفر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ان کے ہمسفر تھے، مجھے اس سفر میں ان کے ساتھ جانے کی بڑی خواہش تھی سو ہم وقت مقررہ سے پہلے ہی ضلع کچہری پہنچ گئے، جناب میاں عبدالباسط ایڈووکیٹ اپنے چیمبر پہنچے تو ٹوبہ سے علماء کرام اور احرار ساتھیوں کے ہمراہ ہم عدالت کے دروازے پر

پہنچے وکیل صاحب نے بتایا کہ جج صاحب دو گھنٹے کی چھٹی پر ہیں، اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا محمد اویس، احرار کے ضلعی امیر حافظ محمد اسماعیل، جناب نذر محمد ڈوگر، چودھری محمد نذیر، محمد اُسامہ اور دیگر ساتھی موجود تھے، اکثر ساتھیوں نے ایک ہوٹل پر اکٹھے ناشتہ کیا اور پھر ہم قریب ہی چودھری اختر انور مرحوم کے فرزند جناب محمد فاروق کی رہائش گاہ پر گئے جہاں حاجی صاحب نے تفصیل سے بتایا کہ 1984ء میں اسی جامع مسجد معاویہ میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کی بنیاد پر مقدمہ بنا، ایک رات تھانے میں اور پھر چار پانچ دن جیل میں گزارے، تب چودھری اختر انور ایڈووکیٹ اور ان کے اسسٹنٹ چودھری محمد اصغر ایڈووکیٹ نے کئی سال تک بڑی محنت سے مقدمہ کی پیروی کی اور الحمدللہ عدالت نے بری کر دیا اور آج پھر میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی عدالت میں سیرت معاویہ کے الزام کا ملزم ہوں سو مجھے اس پر کوئی ندامت نہیں! آپ نے یادوں کے دریچوں سے ساتھیوں کو آگاہ کیا تو وکیل صاحب کا فون آ گیا کہ جلدی عدالت پہنچیں! جج صاحب تشریف لے آئے ہیں، میاں عبدالباسط اور جناب محمد ارشد ایڈووکیٹس نے سینئر وکیل میاں محمد شعیب اور دیگر وکلاء کا پینل بنا لیا اور ہم سب لوگ عدالت میں موجود تھے کہ میاں محمد شعیب ایڈووکیٹ نے ایف آئی آر سامنے رکھ کر متن پڑھا اور عدالت سے کہا کہ پولیس کی رپورٹ پر درج ہونے والی ایف آئی آر میں جو الزام عائد کیا گیا ہے۔ وہ ثابت نہیں ہوتا، سیرت صحابہ، سیرت معاویہ بیان کرنا اور اسلام دشمن طبقات کا تعاقب ہمارے ایمان کا حصہ ہے، انہوں نے تفصیل سے قانون کی روشنی میں الزامات کو رد کیا اور کہا کہ جج صاحب! اگر آپ کی عدالت مجاز ہوتی تو میں یہ استدعا کرتا کہ پرچہ ہی خارج کر دیا جائے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ ''کسی کے عقیدے کو چھیڑو نہیں اور اپنے عقیدے کو چھوڑو نہیں''۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اُمت کے چودہ سو سالہ متفقہ عقائد کو چھیڑنے کا آغاز کہیں منکرین صحابہ نے تو نہیں کیا؟ اگر وہ چھیڑیں تو پھر ہم جواب نہ دیں؟۔۔۔ جج صاحب نے درخواست ضمانت کی قانونی توثیق کر دی اور عبداللطیف خالد چیمہ سے کہا کہ وہ بیٹھیں ان سے کچھ باتیں کرنی ہیں، چنانچہ عبداللطیف خالد چیمہ صاحب اور حافظ محمد اسماعیل صاحب سے بعد میں انہوں نے کچھ باتیں کیں اور منکرین صحابہ کے عقیدے کے بارے معلومات حاصل کیں، اب ان کے ساتھ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے فرزند جناب ثناء اللہ ایڈووکیٹ بھی تھے، انہوں نے بھی جناب جج صاحب کو فتنۂ انکار صحابہ بارے مفید معلومات بہم پہنچائیں، ہم عدالت سے باہر آئے تو جناب ثناء اللہ ایڈووکیٹ ہمیں اپنے چیمبر میں لے گئے اور تاریخ احرار کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہی، ہم وکلاء اور ساتھیوں سے فارغ ہو رہے تھے تو میرے ذہن میں یہ بات آ رہی تھی کہ اگر جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب وکلاء محاذ پر توجہ دیں تو اس طبقے میں بڑا مؤثر کام ہو سکتا ہے۔ میاں عبدالباسط ایڈووکیٹ بڑے نظریاتی ساتھی ہیں اور ہمارا کیس اپنا ذاتی کیس سمجھ کر پیروی کر رہے ہیں، انہوں نے خالد چیمہ صاحب سے کہا کہ اس دفعہ دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھا کر جائیں! خالد چیمہ صاحب نے فرمایا کہ کام زیادہ اور وقت کم ہوتا ہے، ہماری معذرت قبول فرمائیں، ان کے اصرار پر خالد چیمہ صاحب نے کہا کہ جس دن کھانے کا طے ہو گیا کہ کھانا آپ کے ساتھ کھانا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور کھائیں گے، حاضر جواب وکیل صاحب نے فرمایا ابھی طے کر لیں! خالد چیمہ صاحب نے فرمایا کہ اگلی پیشی پر طے ہو گیا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یوں ہم اجازت لے کر عازم سفر ہوئے راستے میں 110۔7 آر میں چیچہ وطنی دفتر کے کارکن حافظ محمد سلیم شاہ کے تایا جان کے انتقال پر تعزیت کے لیے رُکے تو حضرت مولانا محمد عالم طارق سے بھی ملاقات ہو گئی، یوں ہم واپس چیچہ وطنی پہنچے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **حضرت مولانا قاری سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ:** مجدد القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا قاری سیف الدین ۱۱؍ شعبان ۱۴۳۵ھ / ۱۰؍ جون ۲۰۱۴ء بروز منگل، ملتان میں انتقال کر گئے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ اپنے عظیم استاذ کی یادگار تھے۔ انھیں اپنے اسلاف علماء دیوبند سے گہری عقیدت ومحبت تھی۔ خصوصاً حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی نوّر اللہ مرقدہٗ سے بہت اُنس وتعلق تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ جن جن اکابر کو سنا اُن کی تقریروں کے جملے اور یادگار واقعات اُنھیں ازبر تھے، جنھیں وہ اکثر اپنی مجالس میں سنایا کرتے تھے۔ وہ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری نوّر اللہ مرقدہٗ کے زمانہ طالب علمی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ تمام عمر قرآن کریم کی خدمت کی اور سینکڑوں طلباء کو قرآن حفظ کرایا۔ ایک طویل عرصہ سے سعودی عرب میں مقیم تھے۔ ملتان میں اُن کی رہائش گاہ دارِ بنی ہاشم سے متصل تھی۔ جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو اکثر نمازیں دارِ بنی ہاشم کی مسجد میں ادا فرماتے۔ گزشتہ ماہ وہ چند روز کے لیے پاکستان تشریف لائے لیکن اچانک طبیعت خراب ہوئی اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اُن کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ خصوصاً قراء وحفاظ اور علماء اُن کے احباب میں شامل تھے۔ ۱۲؍ شعبان کو بعد نمازِ فجر جامعہ خیر المدارس میں اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ سینکڑوں حفاظ وقراء اور علماء نمازِ جنازہ میں شریک تھے۔ مدرسہ معمورہ کے اساتذہ مولانا محمد اکمل، مفتی صبیح الحسن، سید عطاء المنان، سید محمد کفیل بخاری اور حضرت سید محمد وکیل شاہ صاحب دامت برکاتہم بھی نمازِ جنازہ میں شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور خدمت قرآن قبول فرمائے، اُن کے اکلوتے فرزند حافظ محمد عمار اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)۔ قائد احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اور مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم کے مدرسین وطلباء نے حضرت قاری صاحب کے لیے دعاءِ مغفرت کی ہے اور تمام لواحقین سے اظہارِ تعزیت کیا ہے۔

● **قاری محمد عبداللہ ملتانی رحمہ اللہ:** مدرسہ رحمانیہ طارق آباد کے مہتمم قاری محمد عبداللہ ملتانی ۱۵؍ جون کو انتقال کر گئے۔ مرحوم نے تمام عمر قرآن کریم کی تدریس وتعلیم میں بسر کی۔ طویل عرصے سے امراضِ گردہ وجگر میں مبتلا تھے۔

● **ہمشیر مرحومہ، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی** (مدرس ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ)۔ انتقال: ۱۱؍ جون ۲۰۱۴ء

● **سمیع اللہ مدنی مرحوم:** ہمارے کرم فرما قاری امان اللہ، ڈائریکٹر کاروان سمی اللہ مدنی ٹریولز کے جواں سال فرزند، انتقال: ۶؍ جون ۲۰۱۴ء ● **ہمشیر مرحومہ، غلام یٰسین سومرو** (اڈا فتح پور پنجابیان رحیم یار خان، مجلس احرار اسلام کے کارکن)

● **حاجی محمد اسحٰق مرحوم:** مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کے ماموں۔ انتقال: جون ۲۰۱۴ء

● **اہلیہ مرحومہ، حافظ محمد اسمٰعیل قمر چوہان مرحوم:** اکابر احرار اور خاندانِ امیر شریعت کے میزبان حافظ محمد اسمٰعیل قمر چوہان مرحوم (بستی مولویان، رحیم یار خان) کی اہلیہ طویل علالت کے بعد ۲۲؍ جون ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ، مولوی محمد طارق چوہان کی خوش دامن اور چچی تھیں۔ قائد احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور میاں محمد اویس نے مرحومہ کے فرزندان محمد یوسف، محمود احمد، ضیاء القمر اور داماد مولوی محمد طارق چوہان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

● پروفیسر محمد نواز مرحوم: ہمارے دیرینہ کرم فرما اور دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان کے ہمسائے پروفیسر محمد نواز ۲۳؍جون کی دوپہر کو انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ بعد نماز مغرب تبلیغی مرکز ابدالی مسجد ملتان میں ادا کی گئی۔

● جناب شیخ جنید احمد سہگل مرحوم: ملتان میں ہمارے کرم فرما شیخ شفیق احمد (بانی جامعہ فتح البرکات) کے بڑے فرزند اور شیخ نوید سہگل کے بھائی شیخ جنید احمد سہگل گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال کر گئے۔

● چیچہ وطنی چک نمبر 6/11L میں حاجی محمد اشرف کاہلوں کے بیٹے حاجی محمد رضوان کاہلوں اور ان کی اہلیہ 24؍مئی کو ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔ ● چیچہ وطنی میں شیخ منظور احمد انتقال کر گئے۔

● چیچہ وطنی چک نمبر 6/11L میں حاجی محمد کاشف بھٹلر کی اہلیہ اور بیٹا محمد عدیل ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔

● چیچہ وطنی چک نمبر 6/11L میں علی شیر بلوچ کے بھائی شاہنواز بلوچ 28؍مئی کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

● چیچہ وطنی جامعہ اسلامیہ جامع مسجد کے طالبعلم حافظ محمد وسیم (بھلور) کی والدہ ماجدہ 7؍جون کو انتقال کر گئیں۔

● چیچہ وطنی غازی آباد کے چک نمبر 22/11L میں ہمارے قدیم ساتھی مولانا شاہد محمود احمد کے تایازاد بھائی خلیل احمد 25؍مئی کو انتقال کر گئے۔ ● چیچہ وطنی کے سنیئر صحافی استاد علی اکبر کے جواں سال فرزند وحاج میر 9؍جون کو انتقال کر گئے۔

● چیچہ وطنی میں دارالعلوم ختم نبوت اور مسجد عثمانیہ کے معاون چودھری حاجی عبدالرشید چیمہ کی اہلیہ 9؍جون کو انتقال کر گئیں۔

● فیصل آباد میں روزنامہ ''اسلام'' کے زونل چیف جناب سید ذکر اللہ حسنی اور بیورو چیف جناب سید عبید اللہ حسنی کی والدہ ماجدہ 9؍مئی کو انتقال کر گئیں۔ ● کمالیہ میں بھائی عبدالکریم قمر کی ممانی صاحبہ لاہور میں انتقال کر گئیں

● چیچہ وطنی میں احرار کے قدیم کارکن اور مسجد عثمانیہ کے خادم حافظ محمد شریف کے بڑے بھائی حافظ محمد نواز 18؍جون کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ دولتے والا (تلمبہ) میں ادا کی گئی، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ حبیب اللہ رشیدی، مولانا منظور احمد اور رانا قمر الاسلام نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

● چیچہ وطنی میں مرکزی مسجد عثمانیہ کے معاون جناب محمد اسلم کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔

● چیچہ وطنی دفتر احرار کے کارکن حافظ محمد سلیم شاہ کے تایا جان 16؍جون کو انتقال فرما گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں خصوصاً رمضان المبارک میں اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم و رکن مرکزی مجلس شوریٰ۔
- چودھری محمد اکرام (لاہور) ● تحریک طلباء اسلام کے کارکن فرحان الحق حقانی (ملتان)
- محمد بشیر چغتائی (مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر) صاحب فراش ہیں۔
- مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور قدیم فدا کار احرار کارکن مولوی بلال احمد صاحب (رحیم یار خان) شدید علیل ہیں

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

- ★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
- ★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک داخلے
- ★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف و نحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
- ★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
- ★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053
یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

تحفظ ناموس رسالت، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کی ترویج کیلئے مصروف عمل

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ)

آپ کے تعاون کا منتظر

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ) شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحبؒ (نور اللہ مرقدہ) مجدد اعظم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ نے اپنی پوری توجہ، خصوصی شفقت، ذاتی دلچسپی اور نگرانی میں قائم فرمایا جو کثیر المقاصد فلاحی و تعلیمی ادارہ ہے۔

الحمد للہ حضرت مولانا خواجہ **رشید احمد صاحب** مدظلہ العالی مدیر **مرکز سراجیہ** (ٹرسٹ) سجادہ نشین **خانقاہ احمدیہ سراجیہ** کی زیر سرپرستی اپنے کثیر المقاصد سفر پر کامیابی سے گامزن ہے۔

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ) کے زیر انتظام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ساہیوال اور گلبرگ لاہور میں قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جہاں باقاعدہ خانقاہی نظام کے ساتھ دینی تعلیمی ادارہ، لائبریری اور تحفظ ختم نبوت کے متعلق معلومات کا پورا نظم کام کر رہا ہے۔

خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ساہیوال

جہاں بڑی جامع مسجد کے ساتھ وسیع جگہ موجود ہے جس پر خانقاہ اور مدرسہ کی وسیع جدید عمارت کیلئے کوششیں جاری ہیں اہل خیر خواتین و حضرات اس طرف توجہ فرمائیں۔

خانقاہ احمدیہ سراجیہ گلبرگ لاہور

یہاں کا سارا نظم کرائے کی عمارت میں کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا **مرکز سراجیہ** (ٹرسٹ) کو لاہور میں مستقل وسیع جگہ درکار ہے جس میں بڑی جامع مسجد، خانقاہی امور کیلئے عمارت اور جدید دینی تعلیمی ادارہ کے قیام کا منصوبہ شامل ہے اور ان کیلئے بھرپور کوششیں جاری ہیں۔ تمام مخیر خواتین و حضرات اور دردمندوں سے درخواست ہے کہ اپنے صدقات، زکوۃ، فطرانہ اور عطیات سے **مرکز سراجیہ** (ٹرسٹ) میں تعاون فرمائیں، کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 1246-82 بنام مرکز سراجیہ ٹرسٹ حبیب بینک لمیٹڈ انڈسٹریل ایریا گلبرگ برانچ لاہور۔

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ)
کے ذریعے اگر آپ کے عطیات
تحفظ ناموس رسالت ﷺ سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کی ترویج و
اشاعت پر صرف ہو جائیں تو یقیناً آپ
کیلئے سعادت ہو گی

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ)
کے کثیر المقاصد سفر میں شامل
ہو کر آپ بھی اپنی دنیا و آخرت
سنوار سکتے ہیں۔

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ)
صدقات، زکوۃ اور
عطیات کے صحیح استعمال
کیلئے با اعتماد ادارہ ہے۔

مرکز سراجیہ ٹرسٹ [illegible] گلی نمبر [illegible] پارک [illegible] مارکیٹ [illegible] 0321-704[illegible]44
Email: [illegible]@hotmail.com www.[illegible]prophethood.com

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیئے!
Brands
Award
2011-2012

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کرکے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کردے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کردے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کردے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔